معارف امام بخاری

مرتبہ

مفتی محمد رحمت علی تیغی مصباحی

مع ضمیمہ و بقیہ اصحاب ستہ رحمۃ اللہ علیہم

از بعض اساتذہ جامعہ عبد اللہ بن مسعود

ناشر
مجلس اصحاب قلم کولکاتا

بیادگار: حضور جلالۃ الارشاد الحاج الشاہ محمد نمازی تیغی قادری علیہ الرحمۃ

زیر دعاے کرم:
مخدوم گرامی جلالۃ الہدایت الحاج الشاہ محمد عبد الغفار نمازی تیغی قبلہ دامت برکاتہم

معارف امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ

از

مفتی محمد رحمت علی تیغی مصباحی

مع ضمیمہ بقیہ اصحاب ستہ رحمۃ اللہ علیہم

از

بعض اساتذۂ جامعہ عبد اللہ بن مسعود

ناشر: مجلس اصحاب قلم
نوری مسجد، تلجلا روڈ، کولکاتا- ۴۶

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ

نام کتاب	:	معارف امام بخاری علیہ الرحمہ
ترتیب	:	مفتی محمد رحمت علی تیغی مصباحی
ضمیمہ	:	بعض اساتذۂ جامعہ عبداللہ بن مسعود
پروف ریڈنگ	:	مفتی محمد حسان رضا تیغی مصباحی و مولانا محمد عبدالقدوس تیغی مجاہدی
کمپوزنگ	:	حافظ محمد عبدالستار تیغی مسعودی
باہتمام وتعاون خاص	:	الحاج محمد جمال الدین رضوی، ڈائریکٹر پریمیر نالج سٹی، وسلیم الہند سوشل ویلفیئر ٹرسٹ و پریمیر سوشل ویلفیئر ٹرسٹ، کولکاتا
بموقع	:	افتتاح امام بخاری دارالحدیث، جامعہ ہذا ۲۷/ویں سالانہ انوار رضا کانفرنس ۱۸/شعبان المعظم ۱۴۴۴ھ/۱۱/مارچ ۲۰۲۳ء
صفحات	:	۵۶
تعداد	:	۱۰۰۰
قیمت	:	۱۰۰

For Contact:

JAMIA ABDULLAH BIN MASOOD, Gharib Nawaz Masjid,
92,West Chowbhaga, Gulshan Colony, Kolkata- 700 100
Mobile: 9433295643,7003992205 | www.jabm.in
E-mail:jamia092@gmail.com|maqalam095@gmail.com

فہرست مضامین

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
۱	حرف اولیں	4
۲	تہدیہ وشرف انتساب	6
۳	تقریظ جلیل	7
۴	معارف امام بخاری	8
۵	ضمیمہ	31
۶	امام مسلم	32
۷	امام ابوداؤد	36
۸	امام ترمذی	40
۹	امام نسائی	43
۱۰	امام ابن ماجہ	50
۱۱	جامعہ کا تعارف	53

طباعت بہ تعاون خاص

الحاج محمد جمال الدین رضوی ، ڈائریکٹر پریمیر نالج سٹی،

وسلیم الہند سوشل ویلفیئر ٹرسٹ و پریمیر سوشل ویلفیئر ٹرسٹ، کولکاتا

اعتذار

اس کتاب میں کہیں بھی کوئی غلطی رہ گئی ہو تو براے کرم ہمیں

مطلع کریں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اس کی اصلاح ہو سکے۔

حرف اولیں

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نحمدہ و نصلی و نسلم علیٰ رسولہ الکریم...اما بعد!

زیر نظر رسالہ "معارف امام بخاری" امیر المومنین فی الحدیث حضرت ابو عبداللہ محمد ابن اسماعیل بن ابراہیم بخاری جعفی علیہ الرحمہ کا مختصر تعارف ہے۔ اس کی تحریر و اشاعت کی وجہ یہ ہوئی کہ کسی اہل حدیث نے لوگوں کو گمراہ کرتے ہوئے غریب نواز چوک (آٹو اسٹینڈ) پر کہا تھا کہ جامعہ عبداللہ بن مسعود، میں بخاری شریف نہیں ہوگی۔ یعنی مدرسہ کی اہمیت گھٹانے کی کوشش کی۔ مجھے جب معلوم ہوا تو میں نے عزم مصمم کرلیا کہ جامعہ میں "امام بخاری دارالحدیث" کا قیام عمل میں لایا جائے، جس میں حدیث کی بیشتر کتابوں کا ذخیرہ موجود ہو اور اسی میں "بخاری شریف" کے ساتھ دیگر کتب احادیث کا درس ہو۔

الحمدللہ! امام بخاری دارالحدیث قائم ہوگیا، اور اس کے افتتاح کا پروگرام انوار رضا کانفرنس و جلسۂ دستار بندی [۱۴۴۴ھ /۲۰۲۳ء] کے موقع پر رکھا گیا ہے۔ جس میں ملک کے نامور علما و مشائخ ہوں گے۔ اور اسی موقع پر پہلی بار جامعہ میں "ختم بخاری" کا پروگرام بھی رکھا گیا ہے۔ اس تقریب سعید کے لیے استاذالاساتذہ صدرالعلما حضرت علامہ محمد احمد مصباحی دام ظلہ العالی سابق صدرالمدرسین و موجودہ ناظم تعلیمات جامعہ اشرفیہ مبارکپور، اعظم گڑھ (یوپی) سے تاریخ لی گئی۔

پھر ارادہ ہوا کہ کیوں نہ اسی پروگرام میں موقع محل کو ملحوظ رکھتے ہوئے محبوب بارگاہ سبحانی، مقبول دربار رسالت پناہی سیدنا شیخ امام بخاری علیہ الرحمہ کے حالات و سوانح

پر مشتمل مختصر رسالہ معرض وجود میں لایا جائے، جس سے عوام و خواص سبھی امام بخاری علیہ الرحمہ سے متعارف ہوں اور ان کی حیات کے پاکیزہ گوشوں کو پڑھ کر اور کائنات حدیث میں ان کے اعلیٰ کارناموں کو جان کر اپنے قلوب و اذہان کے گلشن میں ان کے فیوض و برکات کے پھول کھلائیں۔ اس کے تحت میں نے کوشش کر کے ان کے کچھ حالات جمع کیے۔

بعد میں مناسب سمجھا گیا کہ بقیہ اصحاب ستہ (امام مسلم، امام ابوداؤد، امام ترمذی، امام نسائی، امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہم) کے احوال بھی شامل کر دیے جائیں، اس کے مطابق جامعہ عبداللہ بن مسعود کے اساتذہ نے دیگر پانچ ائمہ حدیث کے مختصر حالات تحریر فرمائے جو اس مجموعے میں شامل ہیں۔ تفصیل آگے دیکھنے سے معلوم ہوگی۔

دعا کیجیے کہ رب قدیر فقیر پر تقصیر کی اس کاوش حقیر کو شرف قبولیت سے نوازے اور امام بخاری علیہ الرحمہ کے روحانی فیضان سے مجھے اور قارئین کو مالامال فرمائے۔آمین بجاہ سیدالمرسلین علیہ وعلیٰ آلہ و صحبہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم.

فقط

محمد رحمت علی تیغی مصباحی

سربراہ اعلیٰ جامعہ عبداللہ بن مسعود،

ودارالعلوم قادریہ ضیائے مصطفیٰ، کولکاتا

مورخہ ۱۷ر جمادی الآخرہ ۱۴۴۴ھ

۱۱ر جنوری ۲۰۲۳ء بروز سہ شنبہ

تھدیہ وشرف انتساب

میں اپنی اس کاوش کو

امیر المومنین فی الحدیث
سیدنا امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
اور
امام عشق و محبت اعلیٰ حضرت
امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
اور
حضور شیخ المشائخ محبوب الاولیاء
الحاج الشاہ **محمد تیغ علی سرکار سرکاہی** رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
اور
جلالۃ العلم، حافظ ملت، علامہ شاہ
عبد العزیز محدث مرادآبادی ثم مبارک پوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
اور
مرشدی سیدنا شاہ **محمد نمازی علی تیغی قادری** رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
کی مقدس بارگاہوں میں پیش کرتا ہوں۔
گر قبول افتد زہے عزو شرف

فقط محمد رحمت علی قادری مصباحی

تقریظ جلیل

استاذالاساتذہ صدر العلماء حضرت علامہ محمد احمد مصباحی دام ظلہ العالی
ناظم تعلیمات جامعہ اشرفیہ، مبارکپور، اعظم گڑھ (یوپی)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

حامدا و مصلیا و مسلّما

کتب حدیث میں چھ کتابوں کو عالم گیر شہرت و مقبولیت حاصل ہے۔ وہ چھ کتابیں یہ ہیں: (۱) صحیح بخاری (۲) صحیح مسلم (۳) سنن ابوداؤد (۴) سنن ترمذی (۵) سنن نسائی (۶) سنن ابن ماجہ۔

یہی کتابیں "صحاح ستّہ" کے لقب سے معروف و مشہور ہیں، جامعہ عبداللہ بن مسعود کے اساتذہ (۱- مفتی محمد رحمت علی مصباحی، ۲- مولانا شہباز احمد مصباحی، ۳- مفتی افضل حسین رضوی مصباحی، ۴- مولانا محمد احتشام الدین مصباحی، ۵- مولانا محمد سجاد عالم مصباحی، ۶- مفتی محمد قمرالدین قمر مصباحی) نے مشترکہ طور پر ان ائمۂ حدیث کے مختصر حالات لکھ کر عوام کو ان سے متعارف کرانے کی کوشش کی ہے۔ امید کہ عوام ہی نہیں بلکہ خواص بھی ان تحریروں سے مستفید ہوں گے، ان شاءاللہ الرحمٰن۔

مولا تعالیٰ ان حضرات کے نیک جذبات کو سلامت رکھے، ان کی قلمی کاوشیں قبول فرمائے اور دین و علم کی مزید خدمات جلیلہ کی توفیقِ جمیل مرحمت فرمائے۔ وھو الموفق، نعم المولیٰ و نعم النصیر.

محمد احمد مصباحی	المجمع الاسلامی
ناظم تعلیمات الجامعۃ الاشرفیہ، مبارکپور	۲۵/ جمادی الآخرہ ۱۴۴۴ھ
ضلع اعظم گڑھ۔ یوپی	۱۸/ جنوری ۲۰۲۳ء، چہار شنبہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الحمد للہ الکافی الباقی والصلاۃ والسلام علی النبی الھاشمی الحجازی وعلیٰ اٰلہ واصحابہ وابنہ البغدادی وعلیٰ الائمۃ المجتھدین والمحدثین لا سیما ابی عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری ...اما بعد!

امیر المؤمنین فی الحدیث حضرت ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ کی ذات بابرکات احادیث کی دنیا میں عالمی شہرت کی حامل ہے۔آپ کی تصنیف کردہ کتاب "صحیح البخاری"احادیث کی کتابوں میں سب سے افضل و اعلیٰ، بلند وبالا ،کتاب ہے۔ علماوفقہاو محدثین کے نزدیک قرآن عظیم کے بعد سب سے عظیم زیادہ صحیح اور بلندرتبہ کتاب صحیح البخاری ہے۔

اس کی مقبولیت کا عالم یہ ہے کہ اس کی مرویات پر عوام و خواص سبھی آنکھ بند کر کے بھروسا کرتے ہیں۔اور اسی کتاب کی بدولت حضرت امام بخاری کو محدثین کے درمیان وہ درجہ حاصل ہے جو ستاروں کے درمیان چاند کو حاصل ہے۔

امام بخاری سے پہلے بھی بہت سے بڑے بڑے محدثین پیدا ہوئے اور امام بخاری کے بعد بھی ایک سے بڑھ کر ایک محدث دنیا میں آئے لیکن امام بخاری نے اس میدان میں جو مقام حاصل کیا وہ کسی کو نصیب نہیں ہوا۔

نام: محمد بن اسماعیل بخاری جعفی۔**کنیت:** ابو عبد اللہ

القاب و آداب : امیر المؤمنین فی الحدیث ،ناصر الاحادیث النبویہ، ناشر المواریث المحمدیہ۔ **ولدیت:** اسماعیل بن ابراہیم

تاریخ ولادت: ۱۳/ شوال ۱۹۴ھ مطابق ۱۹/ جولائی ۸۱۰ء

وطن مالوف: ماوراء النہر کا مشہور شہر بخارا شریف۔

امام بخاری کے والد گرامی کے مختصر حالات

امام بخاری کے والد گرامی کا اسم شریف ”اسماعیل“ ہے۔ دادا کا نام ”ابراہیم“۔ پر دادا کا نام ”مغیرہ“ اور ان کے والد کا نام ” بَرْدِزْبَہ“ ہے۔

حضرت اسماعیل بن ابراہیم عظیم محدث اور نیک و پرہیز گار بزرگ تھے۔ ان کا شمار بقول امام ابن حبان ”طبقہ رابعہ“ کے محدثین میں ہوتا ہے۔ امام ذہبی نے ”تاریخ اسلام“ میں اور امام بخاری نے ”تاریخ کبیر“ میں ان کے تفصیلی حالات تحریر فرمائے ہیں۔ ان کے اساتذہ میں امام مالک، حضرت عبد اللہ بن مبارک اور حماد بن زید جیسے عظیم المرتبت محدثین ہیں۔ اور ان کے تلامذہ میں یحییٰ بن جعفر بیکندی، احمد بن جعفر، نصر بن حسین اور عراقیوں کی ایک بڑی جماعت ہے۔

حضرت اسماعیل ابن ابراہیم علیہ الرحمۃ بڑے خوشحال اور دولت مند تھے۔ ان کے تقویٰ وطہارت کا یہ حال تھا کہ احمد بن حفص کا بیان ہے کہ میں حضرت ابوالحسن اسماعیل بن ابراہیم کے وصال کے وقت ان کی بارگاہ میں حاضر تھا۔ آپ نے فرمایا کہ میرے پاس جس قدر مال ہے اس میں ایک درہم بھی مشتبہ (یعنی اس کے حلال ہونے میں شک) نہیں ہے۔

امام بخاری علیہ الرحمۃ کے دادا کا تذکرہ

امام بخاری علیہ الرحمۃ کے دادا مغیرہ بن بردزبہ مجوسی (آتش پرست) تھے۔ خدائے تبارک وتعالیٰ کا احسان ہوا اور آپ ”بخارا“ کے حاکم یمان جعفی کے ہاتھ پر مسلمان ہو گئے۔ اس وقت کا طریقہ یہ تھا جس کے ہاتھ پر آدمی مسلمان ہوتا اس کی طرف اپنے کو منسوب کر لیتا اس لیے امام بخاری کے دادا مغیرہ نے چوں کہ یمان جعفی کے ہاتھ پر قبول اسلام فرمایا تھا، اس لیے اپنی نسبت میں جعفی شامل فرما لیا۔ اور اس وجہ سے امام بخاری کو بھی جعفی کہا جاتا ہے۔

امام بخاری کا بچپن

امام بخاری علیہ الرحمۃ ابھی بچے ہی تھے کہ آپ کے والد کا انتقال پر ملال ہو گیا۔ اور

آپ کی تعلیم و تربیت کی ساری ذمہ داری آپ کی والدہ کے سر آگئی۔ اور مصیبت پر مصیبت یہ کہ بچپنے میں ہی امام بخاری علیہ الرحمہ کی آنکھ کی روشنی ختم ہوگئی۔ اور بینائی جاتی رہی۔ بڑے بڑے معالجین اور ماہر اطبا سے رابطہ کیا گیا مگر کہیں سے افاقہ نہیں ہوا۔ آپ کی والدہ بڑی عابدہ زاہدہ متقیہ خدار سیدہ نیک اور پرہیزگار بندی تھیں۔ اپنے فرزند ارجمند کی بینائی کے لیے اللہ پاک سے رو رو کر دعائیں کیا کرتیں۔

آخر ایک دن ایسا ہوا کہ دریاے رحمت جوش میں آگیا۔ رات کے وقت خواب میں آپ کو حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیٰ نبینا و علیہ الصلاۃ والتسلیم کی زیارت نصیب ہوئی اور انھوں نے خوش خبری سنائی کہ تمھاری گریہ وزاری، آہ و فغاں اور کثرت دعا کے سبب رب قدیر نے تمھارے فرزند کی آنکھوں کی بینائی واپس فرمادی۔ صبح جب وہ اٹھتی ہیں تو اپنے بیٹے امام بخاری کی آنکھوں کو روشن پاتی ہیں۔ آپ کی آنکھوں میں وہ روشنی آئی کہ آپ چاند کی چاندنی میں لکھا پڑھا کرتے تھے۔

امام بخاری اور علم حدیث

ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد ابھی آپ کی عمر شریف دس سال کی ہوئی تھی کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے آپ کے دل میں علم حدیث حاصل کرنے کا شوق پیدا فرمایا۔ چناں چہ آپ نے بخارا کے بڑے بڑے محدثین کی طرف رجوع کیا۔ اور ان سے علم حدیث حاصل کرنا شروع کر دیا۔ بڑی محنت و کاوش اور لگن سے حدیث پڑھی۔ متن کے ساتھ سند کو بھی بڑی پختگی کے ساتھ حفظ فرمالیتے۔ ایک سال میں آپ نے متون حدیث اور ان کی سندوں پر کامل عبور اور مہارت تامہ حاصل کرلی کہ آپ کے اساتذہ کو بھی آپ کی خداداد ذہانت اور قوت حافظہ پر رشک اور اعتماد تھا۔

ایک مرتبہ آپ کے استاذ حضرت امام داخلی نے حدیث بیان کرتے ہوئے فرمایا:

"حدثنا سفيان عن ابي الزبير عن ابراهيم." امام بخاری علیہ الرحمہ نے

عرض کیا کہ حضور! ابوالزبیر نے ابراہیم سے سماعت نہیں کی ہے۔ تھوڑی دیر کے لیے استاذ برہم ہوئے اور ناراضگی کا اظہار کیا۔ امام بخاری نے فرمایا: حضرت! آپ کے پاس اگر اصل ہے تو اس سے ملا لیجیے۔ استاذ محترم اپنے گھر کے اندر گئے اور اصل کتاب نکال کر سند پر نظر ثانی فرمائی تو اسی کو صحیح اور درست پایا جو امام بخاری نے فرمایا تھا۔

پھر استاذ امام بخاری کے پاس آکر فرماتے ہیں: تم ہی بتاؤ کہ صحیح سند کیا ہے؟ امام بخاری علیہ الرحمۃ نے فرمایا صحیح سند اس طرح ہے: "وحدثنا سفیان عن الزبیر وھو ابن عدی عن ابراھیم." یعنی اس سند کے اندر لفظ ابی الزبیر نہیں ہے بلکہ زبیر بن عدی ہے۔ امام بخاری کی ذہانت اور برجستگی کو دیکھ کر استاذ علامہ داخلی بہت حیران ہوئے اور اپنے شاگرد کی ذہانت پر انہیں شاباشی دی اور بھری مجلس میں ان کی تحسین کی۔ اس وقت امام بخاری علیہ الرحمۃ کی عمر صرف گیارہ سال تھی۔ (اشعۃ اللمعات، ج:۱، ص:۹)

امام بخاری اور کتب احادیث کا حفظ

بڑی تیزی کے ساتھ امام بخاری کے درس حدیث کا سلسلہ جاری رہا یہاں تک کہ محض ۱۶؍ سال کی عمر میں آپ نے عبداللہ بن مبارک، حضرت وکیع اور دیگر تلامذہ امام اعظم ابوحنیفہ کی کتابوں کو حفظ کرلیا۔ (حافظ ابن حجر عسقلانی المتوفیٰ ۸۵۲ھ: ھدی الساری، ج:۲، ص:۲۵۰)

حرمین شریفین کی حاضری اور تصنیفات کا سلسلہ

امام بخاری علیہ الرحمۃ کی عمر شریف جب سولہ سال کی ہوئی تو آپ اپنے برادر اکبر احمد بن اسماعیل اور والدہ محترمہ کی معیت میں حج بیت اللہ اور زیارت گنبد خضرا شریف کے لیے روانہ ہوئے۔ حج وزیارت سے فارغ ہونے کے بعد بھائی اور والدہ وطن واپس آگئے اور امام بخاری نے تحصیل علوم دینیہ کے لیے وہیں اقامت اختیار کرلی۔ وہاں تحصیل علم و تصنیف و تالیف اور علم دین کی نشرواشاعت میں مصروف رہے اٹھارہ سال کی عمر میں آپ نے "قضایا الصحابہ والتابعین" کے نام سے پہلی معرکۃ الآراء کتاب تصنیف فرمائی۔ اور ساتھ ہی روضہ انور کے

پہلو میں بیٹھ کر اپنی دوسری کتاب ”تاریخ کبیر“ تصنیف کی۔(ارشاد الساری:ج،ا:ص،۳۲)

تحصیل علم کے لیے امام بخاری کا سفر

امام بخاری نے سولہ سال کی عمر میں اپنی والدہ اور بھائی کے ساتھ حج کے لیے سفر کیا۔اس بنیاد پر ان کا پہلا سفر سنہ ۲۱۰ھ (دو سو دس ہجری) میں ہوا۔

اس وقت یمن میں محدث عبد الرزاق علیہ الرحمۃ بقید حیات تھے۔امام بخاری علیہ الرحمۃ نے ان سے روایتیں لینے کے لیے یمن جانے کا ارادہ فرمایا لیکن کسی نے غلط خبر دے دی کہ امام عبد الرزاق کا وصال ہوگیا ہے اس لیے آپ نے یمن کا ارادہ ملتوی کردیا اور امام عبدالرازق کے شاگردوں سے آپ نے روایتیں لیں۔امام بخاری علیہ الرحمۃ طلب حدیث کے لیے مصر،شام اور جزیرہ دو دو مرتبہ گئے جب کہ چار مرتبہ بصرہ تشریف لے گئے۔اور حجاز مقدس میں چھ سال کا عرصہ گزارا اور ان گنت مرتبہ محدثین کی معیت میں کوفہ اور بغداد کا سفر فرمایا۔

امام بخاری کی بے مثال قوت حافظہ

رب قدیر عزوجل نے امام بخاری علیہ الرحمۃ کو عظیم حافظہ عطا فرمایا تھا۔ان کے ہم سبق ساتھی حاشد بن اسماعیل بیان کرتے ہیں کہ امام بخاری بچپن میں ہمارے ساتھ سماعت حدیث کے لیے مشائخ بصرہ کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے۔میں بشمول اپنے دیگر ساتھیوں کے درس میں سنی ہوئی حدیثوں کو کاپی میں تحریر کرلیتا تھا لیکن امام بخاری علیہ الرحمۃ صرف سن کر رہ جاتے تھے۔سولہ دن گزر جانے کے بعد میں نے سوچا کہ ہم لوگ حدیثوں کو نقل کرلیتے ہیں اور محمد بن اسماعیل نقل نہیں کرتے ہیں۔یہ سب بھول گئے ہوں گے۔میں نے انھیں بطور ملامت کہا کہ تم نے تو احادیث ضبط نہ کرکے اپنی ساری محنت اور وقت کو ضائع کردیا۔امام بخاری محمد بن اسماعیل نے ہم سے کہا،اچھا تم لوگ اپنی ضبط کردہ احادیث لے کر آؤ۔ہم لوگ تمام ساتھی اپنی نقل کردہ احادیث لے کر آئے۔امام بخاری نے تسلسل کے ساتھ تمام احادیث

کو صحت کے ساتھ زبانی سنادیا۔ ۱۵؍ ہزار سے زائد حدیثیں تھیں۔ بلکہ ان سے سن کر کہیں کہیں ہم لوگوں نے اپنی نقل کردہ حدیثوں کی تصحیح کی۔ سبحان اللہ! یہ ہے امام بخاری کی بے مثال قوت حافظہ۔

امام بخاری علیہ الرحمۃ کی خداداد ذہانت

حافظ احمد بن عدی کا بیان ہے کہ جب اہل بغداد کو معلوم ہوا کہ امام بخاری بغداد آرہے ہیں تو بغداد کے محدثین نے امام بخاری کا امتحان لینے کے لیے ایک سو احادیث کے اسناد و متون میں ردوبدل کردیا یعنی ایک حدیث کی سند کو دوسری حدیث کی سند میں داخل کردیا اور دوسری حدیث کی سند کو پہلی حدیث میں اس طرح تمام احادیث کی سند اور متن کو خلط ملط کردیا۔ اور دس اشخاص کو دس دس حدیثیں سپرد کردیں کہ دسوں لوگ اپنے ذمے کی دس دس احادیث کے تعلق سے امام بخاری سے سوال کریں گے۔

چناں چہ امام بخاری جب بغداد معلیٰ میں داخل ہوئے تو وہاں کے علما و محدثین نے آپ کے اعزاز و تکریم میں جلسۂ استقبالیہ منعقد کیا جس میں علما، امرا سمیت بہت سے عوام بھی شامل ہوئے۔ پھر طے شدہ منصوبہ کے تحت ایک شخص کھڑا ہوا اور اس نے سند مقلوب کے ساتھ پہلی حدیث امام بخاری علیہ الرحمۃ کی خدمت میں تلاوت کی اور پوچھا کہ کیا آپ کو یہ حدیث معلوم ہے؟ امام بخاری نے فرمایا: نہیں۔ پھر اس نے دوسری حدیث پڑھی۔ اس پر بھی امام بخاری نے فرمایا: نہیں۔ اسی طرح اس نے دسوں حدیثیں پڑھ ڈالیں اور ہر مرتبہ امام صاحب سے پوچھتے جاتے اور امام صاحب نفی میں جواب دیتے جاتے۔ جاننے والے تو معاملہ کو سمجھ کر امام بخاری کی ذہانت سے حیران ہورہے تھے جب کہ انجان لوگ اپنی لاعلمی کی بنیاد پر اس جواب کو امام بخاری کا عجز سمجھ کر پریشان ہورہے تھے۔

پھر دوسرا سائل اٹھا وہ بھی اسی طرح سند کے ہیر پھیر کے ساتھ دسوں احادیث کو پڑھتا اور امام بخاری سے پوچھتا رہا کہ کیا یہ حدیث آپ کو معلوم ہے؟ کیا اس حدیث کا آپ کو

علم ہے ؟ ہر ایک کا جواب امام بخاری لا اعلم، لا اعلم سے دیتے رہے۔

پھر تیسرا، چوتھا، پانچواں یہاں تک دسواں شخص یکے بعد دیگرے آتا رہا، اور دس دس حدیثیں سندوں کو الٹ پلٹ کر کے پڑھتا اور سوال کرتا رہا اور امام بخاری علیہ الرحمۃ سب کا بس ایک ہی جواب دیتے رہے کہ یہ حدیث میرے علم میں نہیں ہے۔

جب سبھی سائلین سوال سے فارغ ہو گئے تو امام بخاری علیہ الرحمۃ نے کھڑے ہو کر فرمایا: پہلے شخص نے جو حدیث پڑھی، اس نے یہ سند بیان کی جب کہ اس کی سند یہ ہے۔ اس طرح آپ نے ان دسوں کی بیان کردہ سو کی سو احادیث کی غلط اسناد بھی پڑھ کر سنا دیں اور ان کی صحیح اسناد کو بھی بیان کر دیا۔ جیسے ہی امام بخاری علیہ الرحمۃ نے اپنے بیان کو ختم کیا تمام مجلس میں تحسین و مرحبا کا غلغلہ اور آفریں آفریں کی صدائیں بلند ہوئیں عوام و خواص سبھی نے امام بخاری علیہ الرحمۃ کی ذہانت اور ان کے فضل و شرف کا اعتراف اور ان کی عظمت و بزرگی کا اقرار کیا۔ (ھدی الساری: ج،۲:ص،۲۵۱)

امام بخاری کے اساتذہ اور مشائخ

بخارا میں: (۱) محمد بن سالم بیکندی (۲) عبد اللہ بن محمد مسندی (۳) محمد بن عرعرہ اور (۴) ہارون بن اشعث سے۔

بلخ میں: (۱) مکی بن ابراہیم (۲) یحییٰ بن بشر الزاہد اور (۳) قتیبہ سے۔

مرو میں: (۱) علی بن شقیق (۲) معاذ بن اسد اور (۳) صدقہ بن فضل سے۔

نیشاپور میں: (۱) یحییٰ بن یحییٰ (۲) بشر بن حکم اور (۳) اسحاق سے۔

رے میں : (۱) حافظ ابراہیم بن موسیٰ (۲) وغیرہ سے۔

بغداد میں: (۱) محمد بن عیسیٰ (۲) شریح بن نعمان اور (۳) معلی بن منصور سے۔

بصرہ میں : (۱) ابو عاصم النبیل (۲) بدل بن محبر (۳) محمد بن عبد اللہ انصاری (۴) عبد الرحمٰن بن محمد (۵) عمر بن عاصم اور (۶) عبد اللہ بن رجا سے۔

کوفہ میں: (۱)عبیداللہ بن موسیٰ (۲)ابونعیم (۳)طلق بن غنام (۴)حسن بن عطیہ (۵)خلاد بن یحییٰ (٦)خالد بن مخلد اور (۷)قبیصہ سے۔

مکہ میں: (۱)ابوعبدالرحمٰن مقری (۲)حمیدی اور (۳)احمد بن محمد ازرقی سے۔

مدینہ شریف میں: (۱)عبدالعزیز اویسی (۲)مطرف بن عبداللہ اور (۳)ابو ثابت محمد بن عبداللہ سے۔

واسط میں: (۱)عمرو بن محمد بن عون وغیرہ سے

مصر میں: (۱)سعید بن ابی مریم (۲)عبداللہ بن صالح (۳)سعید بن تلید اور (۴)عمرو بن ربیع بن طارق سے۔

دمشق میں: (۱) ابومسہر اور (۲) ابونصر فرادیسی سے۔

قیساریہ: (۱)محمد بن یوسف فریابی سے۔

عسقلان میں: (۱)آدم بن ابی ایاس سے ۔

حمص میں: (۱)ابوالمغیرہ (۲)ابوالیمان (۳) علی بن عیاش (۴)احمد بن خالد وہبی اور (۵)یحییٰ وحاظی سے سماعت حدیث فرمائی۔ (ارشادالساری،ج:۱،ص:۳۲)

بعض محققین نے امام بخاری علیہ الرحمۃ کے اساتذہ اور مشایخ کے متعلق فرمایا کہ آپ کے اساتذہ پانچ طبقوں میں منحصر ہیں، جن کی تعداد ایک ہزار اسی ہے۔

طبقہ اولیٰ:

اس طبقہ میں وہ مشائخ ہیں جو ثقات تابعین سے روایت کرتے ہیں: (۱) محمد بن عبداللہ انصاری (۲)مکی بن ابراہیم (۳)ابوعاصم نبیل (۴)عبیداللہ بن موسیٰ (۵)اسماعیل بن ابی خالد (٦)ابونعیم وغیرہ۔

طبقہ ثانیہ:

اس طبقہ میں وہ مشائخ ہیں جو طبقہ اولیٰ کے معاصر ہیں لیکن انھیں ثقات تابعین

سے سماع حاصل نہیں کیا اور وہ یہ ہیں: (۱) آدم بن ابی ایاس (۲) ابو مسہر (۳) سعید بن ابی مریم (۴) ایوب بن سلیمان وغیرہ۔

طبقہ ثالثہ:

اس طبقہ میں وہ محدثین ہیں جو کبار تبع تابعین سے روایت کرتے ہیں اور وہ یہ ہیں: (۱) سلیمان بن حرب (۲) قتیبہ بن سعید (۳) نعیم بن حماد (۴) علی بن مدینی (۵) یحیٰ بن معین (۶) امام احمد بن حنبل (۷) اسحاق بن راہویہ وغیرہ۔

اس طبقہ سے روایت لینے میں امام مسلم علیہ الرحمۃ بھی امام بخاری کے شریک ہیں۔

طبقہ رابعہ:

اس طبقہ میں امام بخاری علیہ الرحمۃ کے وہ اساتذہ ہیں جو طلب حدیث کے معاملے میں امام بخاری علیہ الرحمۃ کے رفیق اور ہم درس تھے لیکن انھوں نے سماع حدیث، امام بخاری سے پہلے شروع کیا تھا۔ ان کے نام یہ ہیں: (۱) محمد بن یحیٰ ذہلی (۲) ابو حاتم رازی (۳) محمد بن عبد الرحیم (۴) عبد بن حمید (۵) احمد بن نضر۔

اس طبقہ سے امام بخاری نے وہ احادیث لی ہیں جو وہ اپنے مشایخ سے نہ لے سکے یا اس طبقہ سے وہ احادیث روایت کی ہیں جو اور کسی کے پاس نہیں تھیں۔

طبقہ خامسہ:

اس طبقہ میں وہ لوگ ہیں جو دراصل امام بخاری کے شاگردوں کے درجے میں ہیں۔ ان کے اسما یہ ہیں: (۱) عبد اللہ بن حماد آملی (۲) عبد اللہ بن عباس خوازمی (۳) حسین بن محمد قبّانی۔

اس طبقہ سے امام بخاری نے ضرورت اور کسی فائدہ کے پیش نظر احادیث روایت کی ہیں۔ اس تفصیل سے یہ بات معلوم ہوئی کہ امام بخاری علیہ الرحمۃ نے اپنے اکابر و اماثل کے ساتھ اپنے اصاغر سے بھی حدیث روایت کی اور یہی وجہ ہے کہ احادیث کی روایت کے

میدان میں آپ کو سب سے زیادہ کمال حاصل ہوا اور ایسا کیوں نہ ہو جب کہ آپ کا فرمان عالیشان ہے: ”اس وقت تک کوئی کامل محدث نہیں ہو سکتا جب تک کہ خود سے برتر مساوی اور کمتر سے حدیث روایت نہ کرے“۔(ہدی الساری:ج:۲،ص:۲۵۱)

امام بخاری اور سادگی وانکساری

امام بخاری علیہ الرحمۃ کے مزاج اور طبیعت میں بڑی سادگی پائی جاتی تھی۔اپنا کام اکثر و بیشتر خود اپنے ہاتھ سے کرلیا کرتے۔مال ودولت اور علمی جاہ و جلال کے باوجود خدام اور تلامذہ وغیرہ کی ضرورت محسوس نہیں کی۔

محمد بن حاتم وراق آپ کے بڑے قریبی اور خصوصی شاگرد تھے۔وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ امام بخاری بخارا کے قریب سرائے تعمیر کروارہے تھے۔اور اپنے ہاتھوں سے اینٹیں اٹھا اٹھا کر لا رہے تھے۔میں نے آگے بڑھ کر کہا حضور!آپ زحمت نہ کریں دوسرے کام کرنے والے موجود ہیں،توآپ نے فرمایا: مجھے کرنے دو قیامت کے دن یہ عمل مجھ کو کام آئے گا سبحان اللہ۔

محمد بن حاتم وراق کہتے ہیں: جب ہم امام بخاری کے ساتھ سفر میں جاتے تو سخت گرمی کے سوا اور دنوں میں ایک ہی کمرے میں رہتے۔ایک بار میں نے دیکھا کہ آپ رات میں ۱۵/۲۰/ مرتبہ اٹھے اور ہر بار خود اپنے ہاتھوں سے چراغ جلایا۔کچھ احادیث کو نکال کر ان پر نشانات لگائے۔پھر تکیہ پر سر رکھ کر لیٹ گئے۔

میں نے عرض کی: آپ نے رات کو اٹھ کر تنہا مشقت برداشت کی۔ مجھے جگا دیتے۔ فرمایا: تم جوان آدمی ہو،تمھاری نیند خراب کرنا مجھے پسند نہیں۔

امام بخاری اور سخاوت

امام بخاری علیہ الرحمۃ جتنے مالدار تھے اتنے ہی سخی اور جواد بھی تھے خدائے پاک نے آپ کو مال سے غنی بنانے کے ساتھ دل کا بھی غنی بنایا تھا۔ محمد بن حاتم وراق کہتے ہیں:

میں نے امام بخاری علیہ الرحمۃ کو فرماتے سنا کہ میں ہر ماہ پانچ سو درہم کی آمدنی کرتا اور سب تحصیل علم کی راہ میں صرف کردیتا۔ و ما عنداللہ خیر و ابقی (جو اللہ کے یہاں ہے وہ بہتر اور زیادہ دیرپا ہے)

امام بخاری اور ان کا زہد و تقویٰ

امام بخاری دنیاوی لذتوں اور عیش وعشرت اور ٹھاٹ باٹ کی زندگی سے بہت دور رہتے تھے۔ کبھی کبھی توسوکھی گھاس کھاکر بھی گزر اوقات کرلیتے تھے۔ ایک دن میں دو یا تین بادام کھاکر بھی گزارا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ بیمار پڑگئے تواطبا نے بتایا کہ سوکھی روٹی کھانے کی وجہ سے ان کی آنتیں سوکھ چکی ہیں۔ امام بخاری نے بتایا کہ میں چالیس سالوں سے خشک روٹی کھا رہا ہوں۔ اور ایک لمبا عرصہ ہوا کہ سالن کو میں نے ہاتھ نہیں لگایا۔

امام بخاری اور خشیت الٰہی

امام بخاری کا دل خشیت الٰہی سے لبریز تھا۔ ظاہر و باطن اور جلوت و خلوت میں خدا سے بے حد ڈرتے تھے۔ مشتبہات سے پرہیز کرتے تھے۔ کسی کی غیبت نہیں کرتے تھے۔

ایک شخص نے امام بخاری علیہ الرحمۃ سے کہا: آپ نے تاریخ کبیر میں لوگوں کے عیوب بیان کیے ہیں اور ان کی غیبت کی ہے۔ آپ نے جواب میں فرمایا: میں نے کسی شخص پر از خود کوئی حکم نہیں لگایا۔ بلکہ بطور روایت بیان کیا ہے۔

علامہ ابن حجر لکھتے ہیں: رجال پر کلام میں امام بخاری کے یہاں بڑی احتیاط ہے، جو شخص جرح و تعدیل میں ان کے الفاظ پر غور کرے گا اس پر یہ عیاں ہوجائے گا۔ اکثر وہ کہتے ہیں: سکتوا عنه، فيه نظر، تركوه. یعنی ائمہ نے اس راوی کے بارے میں سکوت کیا ہے، یہ شخص محل نظر ہے، محدثین نے اسے ترک کردیا ہے۔ بہت کم ایسا ہوگا کہ کسی کو کذاب یا وضّاع کہیں، کہتے ہیں تو اس طرح کہ كذبه فلان، (فلاں نے اس کو کاذب کہا)، رماه فلان یعنی فلاں نے اس کو کذب سے مہتم کیا ہے۔

امام بخاری علیہ الرحمۃ کہتے ہیں: مجھے امید ہے کہ رب تعالیٰ سے میری ملاقات ہوگی تو مجھ سے غیبت پر حساب نہ لے گا یعنی غیبت سے میں نے ہمیشہ اپنے کو بچایا ہے۔

امام بخاری کی عبادت و ریاضت

امام بخاری علیہ الرحمۃ عابد شب زندہ دار تھے۔ کثرت سے نوافل پڑھتے اور روزہ رکھتے۔ جب رمضان کی پہلی شب آتی تو ان کے تلامذہ ان کے پاس جمع ہوجاتے، وہ ان کو نماز پڑھاتے اور ہر رکعت میں بیس آیات کی تلاوت کرتے، اسی طرح ختم قرآن تک سلسلہ جاری رہتا۔ علاوہ ازیں سحر کے وقت تقریباً تہائی قرآن پڑھتے اور ہر تین رات میں ایک قرآن ختم کرتے، اور دن میں روزانہ ایک ختم کرتے، اختتام افطار کے وقت ہوتا، فرماتے کہ ہر ختم کے وقت کوئی دعا مقبول ہوتی ہے۔

ابوبکر بن منیر کہتے ہیں: ایک مرتبہ محمد بن اسماعیل (علیہ الرحمۃ) نماز پڑھ رہے تھے۔ دوران نماز انھیں زنبور (بھڑ) نے سترہ (۱۷) مرتبہ ڈنک مارا، جب نماز پوری کرلی تو فرمائے کہ دیکھو یہ کون چیز ہے جس نے مجھے نماز میں اذیت دی، لوگوں نے دیکھا تو بھڑ نے سترہ جگہ ڈنک مار کر ورم زدہ کر دیا ہے، مگر انھوں نے نماز نہ توڑی اور بتایا کہ میں ایک سورہ پڑھ رہا تھا جسے مکمل کرنے کی محبت میں یہ تکلیف میں نے گوارا کی اور نماز توڑنا گوارا نہ کیا۔

امام بخاری اور اخلاق حسنہ

امام بخاری علیہ الرحمۃ بڑے اخلاق مند بردبار اور حلیم الطبع تھے۔ کبھی کسی پر بھی غصہ نہیں ہوتے اور برائی کا بدلہ ہمیشہ بھلائی سے دیتے۔ بھری مجلس میں کسی کی اصلاح نہیں فرماتے کہ اس کو شرمندگی ہو اور اس کی عزت نفس کا بھرپور خیال فرماتے ہوئے تنہائی میں سمجھا دیتے۔

علی بن محمد منصور اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ امام بخاری علیہ الرحمۃ مسجد کے اندر اپنے احباب و اصحاب کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔ ایک شخص کی داڑھی میں تنکا

تھا، اس نے اسے داڑھی سے نکال کر مسجد کی زمین پر ڈال دیا، امام بخاری اس تنکے کی طرف اور لوگوں کی طرف دیکھتے رہے، جب لوگوں کو غفلت میں پایا تو ہاتھ بڑھا کر وہ تنکا زمین سے اٹھالیا اور اپنی آستین کی جیب میں ڈال دیا۔ پھر جب مسجد سے باہر آئے تو وہ تنکا نکال کر باہر پھینک دیا۔ اس عمل سے انھوں نے یہ درس دیا کہ جو چیز داڑھی میں رہنے کے قابل نہیں اس سے مسجد کو بھی بچانا چاہیے۔ مگر یہ کام انھوں نے خفیہ کیا، علانیہ نہ کیا تاکہ تنکا ڈالنے والے شخص کی رسوائی نہ ہو۔

امام بخاری اور آپ کا صبر وتحمل

امام بخاری علیہ الرحمۃ بڑے صابر و شاکر بزرگ تھے۔ اپنی ذات کے لیے کبھی کسی سے بدلہ نہیں لیا۔ امام بخاری علیہ الرحمۃ کے استاد امام محمد بن یحیی ذہلی تلفظ قرآن کو مخلوق کہنا روا نہ رکھتے اور امام بخاری کے قول "افعالنا مخلوقة" سے بالواسطہ اس کا جواز نکلتا تھا۔ مزید یہ کہ بعض لوگوں نے الزام لگایا کہ امام بخاری نے کہا ہے "لفظی بالقرآن مخلوق" یہ بات امام ذہلی تک پہنچی تو انھوں نے امام بخاری کے درس پر پابندی لگادی اور ساتھ ہی یہ بھی اعلان کردیا کہ امام بخاری نیشاپور میں نہیں رہ سکتے۔ اور مجبوراً امام بخاری کو نیشاپور چھوڑنا پڑا۔

ذہلی کے اس سلوک سے امام مسلم علیہ الرحمۃ جو امام بخاری علیہ الرحمۃ کے شاگرد ہیں بڑے برہم ہوئے۔ اور انھوں ذہلی سے املا کی ہوئی تمام احادیث کو ایک بنڈل میں باندھ کر ذہلی کے پاس واپس کردیا۔ لیکن امام بخاری علیہ الرحمۃ نے خود ذہلی سے کوئی بدلہ نہیں لیا۔ حتٰی کہ ان سے پڑھی ہوئی حدیثوں کو اپنی صحیح میں برقرار رکھا البتہ ان کا پورا نام ذکر نے کے بجائے صرف محمد لکھتے ہیں یا ان کے پردادا کی طرف نسبت کرکے محمد بن خالد لکھتے ہیں۔

کسی نے اس اجمال کی وجہ پوچھی تو بتایا کہ ذہلی نے چوں کہ مجھ پر جرح کی ہے۔ اگر میں ان کا نام صراحۃً ذکر کرتا ہوں تو وہ متعیّن ہوجائیں گے۔ اور لوگ سمجھیں گے کہ میں اپنے اوپر جرح کرنے والے کی تعدیل کررہا ہوں۔ اور اس سے میری صداقت و عدالت

مجروح ہوجائے گی۔ جس کا اثر میری روایت پر پڑے گا۔ مگر خلجان اب بھی باقی رہتا ہے کہ جب ذہلی نے امام بخاری علیہ الرحمۃ پر جرح کی تو صرف روایت میں ان کا نام بدلنے سے یہ احتمال کیسے ختم ہوگیا، وہ تو اب بھی اپنی جگہ پر باقی رہا کہ اگر ذہلی صادق تو امام بخاری مجروح اور امام بخاری بے داغ تو ذہلی غیر عادل۔

بات یہ ہے کہ معاصرین کی جرحیں قابل اعتنا نہیں، جب کہ یہ معلوم ہو کہ یہ جرح کسی اختلاف کی وجہ سے ہے۔ امام بخاری اور ذہلی میں تلفظ قرآن کو مخلوق کہنے نہ کہنے پر شدید اختلاف ہوا، اس اختلاف کی وجہ سے ذہلی امام بخاری پر معاصرانہ چشمک کی وجہ سے جرح کرتے تھے اور اس لیے وہ جرح ناقابل اعتبار ہے۔ (نزہۃ القاری، ج:۱، ص:۵۸)

امام بخاری مقلد تھے یا مجتہد؟

امام بخاری علیہ الرحمۃ کے اپنے قول سے کہیں اس بات کی صراحت نہیں ملتی کہ آپ ائمہ اربعہ میں سے کسی کے مقلد ہیں۔ اور کسی نے آپ کو مجتہد مطلق بھی نہیں کہا۔ البتہ آپ نے مشہور و معروف کتاب ”جامع صحیح البخاری“ میں ایسی احادیث بکثرت لائے ہیں جن سے مسلک امام شافعی کی تائید ہوتی ہے۔ اور اسی بنا پر کچھ مشاہیر علما نے امام بخاری علیہ الرحمۃ کو امام شافعی علیہ الرحمۃ کا مقلد قرار دیا ہے۔

امام قسطلانی علیہ الرحمۃ حضرت تاج الدین سبکی کے حوالے سے تحریر فرماتے ہیں: و قد ذکرہ ابو عاصم فی طبقات اصحابنا الشافعیہ. (ارشاد الساری، ج:۱، ص:۳۶)

یعنی ابو عاصم نے امام بخاری علیہ الرحمۃ کو ہمارے طبقات شافعیہ میں ذکر کیا۔

ذکر ابو عاصم العبادی ابا عبد اللہ فی کتابہ الطبقات و قال سمع من الزعفرانی و ابی الثور و الکرابیسی قلت و تفقہ علی الحمیدی و کلھم من اصحاب الشافعی. (طبقات الشافعیۃ الکبریٰ: ج:۲، ص:۴)

ابو عاصم عبادی نے امام بخاری علیہ الرحمۃ کا ذکر اپنی کتاب طبقات شافعیہ میں کیا ہے اور کہا

ہے کہ امام بخاری علیہ الرحمہ نے زعفرانی، ابوثور اور کرابیسی سے سماع کیا ہے۔ اور میں کہتا ہوں کہ انھوں نے حمیدی سے فقہ پڑھی ہے اور یہ سب امام شافعی کے شاگرد تھے۔ امام تاج الدین سبکی کی ان تمام عبارات سے حافظ ابوعاصم کے اس قول کی تائید ہوتی ہے جس میں انھوں نے کہاہے کہ امام بخاری علیہ الرحمہ شافعی المذہب تھے۔

حافظ ابو عاصم عبادی کی ولادت امام بخاری کے وصال کے ایک سو ایک سال بعد ۳۵۸ء میں ہوئی ہے لہٰذا ان کا زمانہ امام بخاری کے زمانہ سے بہت قریب ہے اس لیے ان کا قول قابل اعتماد ہوگا۔

بہر حال امام بخاری علیہ الرحمہ اگر شافعی المذہب بھی ہوں گے تو آپ مقلد محض نہیں تھے بلکہ مجتہد فی المسائل تھے اور طبقات فقہامیں سے تیسرے طبقہ میں تھے۔ اسی سبب سے امام بخاری بعض مسائل میں امام شافعی علیہ الرحمہ سے اختلاف کرتے ہیں۔ اور ان مسائل میں خود اجتہاد اور تفقہ سے کام لیتے ہیں۔ اسی وجہ سے اہل علم کے نزدیک امام بخاری علیہ الرحمہ کی مثال شوافع میں ایسی ہے جیسے احناف میں امام ابوجعفر طحاوی علیہ الرحمہ کی ہے۔

امام بخاری اپنے اساتذہ اور مشائخ کی نظر میں

امام بخاری علیہ الرحمہ کے فضائل وکمالات اور ان کے علمی وعملی امتیازات کا اعتراف ان کے زمانے کے اصحاب علم وفضل نے کیا ہے۔ جن میں ان کے اساتذہ اور مشائخ بھی ہیں اور معاصرین وتلامذہ بھی۔ ان کی شان میں کہے گئے تعریفی کلمات کو اگر اکٹھا کیا جائے تو ایک ضخیم کتاب تیار ہوسکتی ہے۔

امام بخاری علیہ الرحمہ کے استاذ حضرت ابومصعب احمد بن ابی بکر نے کہا: امام بخاری علیہ الرحمہ حدیث میں امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ سے زیادہ بصیرت رکھتے ہیں۔ نیز یہ بھی کہتے ہیں کہ اگر تم امام مالک کو دیکھتے تو ان میں اور امام بخاری میں فرق نہیں کرپاتے۔ امام کے ایک دوسرے استاذ قتیبہ بن سعید نے کہا: میرے پاس مشرق ومغرب سے بے شمار لوگ علم حدیث کی

تحصیل کے لیے آئے لیکن ان میں بخاری جیسا کوئی نہ تھا۔

امام احمد بن حنبل علیہ الرحمۃ نے کہا: ارض خراسان نے آج تک بخاری کی نظیر نہیں پیدا کی۔ حضرت اسحاق بن راہویہ علیہ الرحمۃ نے کہا: بخاری سے احادیث روایت کرو اور ان کو لکھ لیا کرو۔ بلاریب اگر بخاری حسن بصری کے زمانہ میں ہوتے تو وہ علم حدیث میں ان کی طرف رجوع کرتے۔

امام بخاری اپنے معاصرین کی نظر میں

امام بخاری علیہ الرحمۃ کے معاصرین میں سے امام دارمی نے کہا: میں نے حجاز، شام اور عراق کے علما دیکھے مگر بخاری جیسا کوئی نہیں دیکھا۔

حضرت محمد ابن اسحاق بن خزیمہ نے کہا: اس آسمان کے نیچے محمد بن اسماعیل سے بڑھ کر کوئی عالم بالحدیث نہیں ہے۔

حاتم بن منصور نے کہا: امام بخاری، اللہ تعالیٰ کی آیات میں سے ایک آیت تھے۔

امام بخاری اپنے شاگردوں کی نظر میں

امام ترمذی نے فرمایا:

میں نے اسانید اور علل کے علم میں امام بخاری سے بڑھ کر کسی کو نہیں پایا۔

امام بخاری کے دوسرے ایک اہم شاگرد حضرت امام مسلم بن حجاج علیہ الرحمۃ نے کہا: میں شہادت دیتا ہوں کہ امام بخاری علیہ الرحمۃ کا کوئی مماثل نہیں ہے۔

امام بخاری کے ایک اور شاگرد حضرت سلیم بن مجاہد نے کہا: میں نے ساٹھ سال سے امام بخاری جیسا کوئی شخص نہ علم میں دیکھا ہے نہ عمل میں۔ (ہدی الساری، ج:۲، ص:۲۵۴)

امام بخاری کے تلامذہ کی تعداد

امام بخاری علیہ الرحمۃ کے تلامذہ کی تعداد حد و دو شمار سے زیادہ ہے کچھ لوگوں نے کہا کہ امام بخاری علیہ الرحمۃ سے ایک لاکھ لوگوں نے احادیث روایت کی ہیں۔

جن لوگوں نے باقاعدہ امام بخاری علیہ الرحمۃ کی شاگردی اختیار کی ہے ان میں سے چند کے نام یہ ہیں:

(۱)عمر بن محمد بجیری (۲)ابوبکر بن ابی الدنیا(۳)ابوبکر بزار(۴)حسین بن محمد تبائی (۵)یعقوب بن یوسف بن اخرم (۶)عبد اللہ بن محمد بن ناجیہ(۷)سہل بن شازویہ بخاری (۶)عبیداللہ بن واصل (۹)قاسم بن زکریا مطرز (۱۰)ابوقریش محمد بن جمعہ (۱۱)محمد بن سلیمان باغندی (۱۲)ابراہیم بن موسیٰ جوہری۔

(۱۳)علی بن عباس (۱۴)ابو حامد اعمشی (۱۵)ابوبکر احمد بن محمد بن صدقہ بغدادی (۱۶)اسحاق بن داؤد (۱۷)حاشد بن اسماعیل بخاری (۱۸)محمد بن عبد اللہ بن جنید (۱۹)محمد بن موسیٰ (۲۰)جعفر بن محمد نیشاپوری (۲۱)ابوبکر بن داؤد (۲۲)ابوالقاسم بغوی (۲۳)ابومحمد بن صاعد(۲۴)محمد بن ہارون حضرمی (۲۵)حسین بن عالمی بغدادی وغیرہم۔

حافظ ابن حجر عسقلانی امام بخاری کے تلامذہ کا اجمالاً ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں: امام بخاری علیہ الرحمۃ کے مشائخ میں عبد اللہ بن محمد مسندی، عبد اللہ بن منیر، اسحاق ابن احمد سرمادی اور محمد بن خلف بن قتیبہ نے ان سے روایت کی ہے۔ (ھدی الساری:ج،۲:ص،۲۶۰)

معاصرین میں سے: ابوزرعہ، ابوحاتم رازیان، ابراہیم حربی، ابوبکر بن ابی عاصم، موسیٰ بن ہارون جمال، محمد بن عبد اللہ بن مطین، اسحاق بن احمد بن زیرک فارسی، محمد بن قتیبہ بخاری اور ابوبکر بن اعین نے امام بخاری سے روایت کی ہے۔

امام بخاری کی تصنیفات

حافظ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمۃ اور دیگر حضرات کے بقول امام بخاری علیہ الرحمۃ کی تصنیفات درج ذیل ہیں:

(۱)جامع صحیح البخاری (۲)التاریخ الکبیر (۳) التاریخ الاوسط (٤)التاریخ الصغیر(٥)کتاب الضعفا(٦)کتاب الکنیٰ (٧) الادب

المفرد (٨)جزء رفع اليدين(٩)جزءالقراءةخلف الامام (١٠) كتاب الاشربه(١١)كتاب الهبه

(١٢)كتاب العلل (١٣)برالوالدين (١٤)الجامع الكبير (١٥) التفسير الكبير (١٦) المسند الكبير(١٧)خلق افعال العباد (١٨) قضايا الصحابه والتابعين (١٩)كتاب الوحدان (٢٠) كتاب المبسوط (٢١)كتاب الفوائد(٢٢)اسامی الصحابه.

کتاب اللہ کے بعد سب سے اہم کتاب بخاری شریف ہے

امام بخاری علیہ الرحمۃ کی تصانیف یوں تو بیس سے زیادہ ہیں لیکن جو عظمت و شہرت اور مقبولیت صحیح بخاری کے حصہ میں آئی وہ اور کسی کتاب کو حاصل نہ ہوسکی۔ علمائے امت کا اس پر اتفاق ہے کہ کتاب اللہ کے بعد مقام و مرتبہ میں سب سے بلند کتاب صحیح بخاری ہے۔ صحیح بخاری کو حدیث کی چھ کتابوں (صحاح ستہ) میں اول مقام حاصل ہے۔ اس کتاب کا پورا نام الجامع الصحيح المسند المختصر من امور رسول الله صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے۔

امام بخاری علیہ الرحمۃ نے اس کتاب کو چھ لاکھ احادیث سے منتخب کر کے جمع فرمایا ہے۔ حدیث شریف لکھنے سے پہلے آپ غسل فرماتے، دو رکعت نفل پڑھتے، پھر اس حدیث کی صحت کے بارے میں استخارہ کرتے، اس کے بعد اس حدیث کو اپنی صحیح میں درج کرتے۔

آپ خود فرماتے ہیں کہ "میں نے اپنی اس کتاب کو سولہ سال کی مدت میں مکمل کیا۔ میں نے اس کتاب میں صرف صحیح احادیث شامل کی ہیں اور جن صحیح احادیث کو میں نے طوالت کی وجہ سے ترک کر دیا، ان کی تعداد بہت زیادہ ہے۔"

امام بخاری علیہ الرحمۃ نے اپنی صحیح کا مسودہ مکہ، بصرہ اور بخارا میں تیار کیا اور اس کی تبییض مسجد حرام میں کی، اور مدینہ منورہ میں روضۂ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پہلو میں بیٹھ کر، ہر حدیث کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پیش کیا، جس حدیث کے بارے میں بالمشافہ یا خواب کے

ذریعہ حضور ﷺ سے اجازت مل گئی اور اس کی صحت کا یقین کامل ہو گیا، اس کو اپنی صحیح میں درج کر دیا۔ بخاری شریف کی بے شمار شروح لکھی گئی ہیں، حضور ﷺ کی بارگاہ میں جس طرح امام بخاری مقبول تھے، اسی طرح ان کی صحیح بخاری بھی بارگاہ رسالت میں شرف پذیرائی رکھتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ امام بخاری کے زمانہ سے لے کر آج تک تمام دینی مدارس میں انتہائی اہتمام اور اکرام کے ساتھ بخاری شریف کا درس دیا جاتا ہے۔

امام بخاری علیہ الرحمۃ کی نیشاپور میں آمد

۲۵۰ھ میں امام بخاری علیہ الرحمۃ کی نیشاپور میں تشریف آوری کی خبر پہنچی تو نیشاپور والوں کی خوشی کی انتہا نہ رہی۔ محمد بن یحیٰ ذہلی جو اس وقت نیشاپور کی علمی ریاست کے والی تھے، امام بخاری علیہ الرحمۃ کی آمد کی خبر پر بہت خوش ہوئے اور انھوں نے امام صاحب کے استقبال کے لیے شہر کے لوگوں کو تیار کیا اور ایک زبردست ازدحام کے ساتھ، شہر سے تین مرحلہ آگے جا کر اپنی قیادت میں امام بخاری علیہ الرحمۃ کو اسقبالیہ دیا اور انتہائی اعزاز و اکرام کے ساتھ لوگ امام صاحب کو شہر میں لے کر آئے۔ امام مسلم علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے اتنا عظیم الشان استقبال نہ کسی عالم کا دیکھا تھا نہ کسی حاکم کا۔

امام بخاری اپنے وطن بخارا کو واپس

نیشاپور پہنچنے کے بعد امام بخاری علیہ الرحمۃ نے درس حدیث شروع کر دیا۔ چند ہی دنوں میں تشنگان علم حدیث کی بھیڑ جمع ہونے لگی۔ ہر چہار جانب سے متعلمین شائقین حدیث کا ورود ہونے لگا اور دور دور تک اس کی شہرت پھیل گئی۔ امام بخاری علیہ الرحمۃ کی مقبولیت کی وجہ سے معاصرین حسد میں مبتلا ہو گئے، جس کی قدرے تفصیل یوں ہے:

خلق قرآن اور امام صاحب کا موقف

محمد بن یحیٰ ذہلی قرآن شریف کے تلفظ کو بھی مخلوق کہنے سے مانع تھے۔ اور اس معاملے میں بڑے متشدد تھے۔ چناں چہ ایک حاسد جو موقع کی تلاش میں تھا اس نے امام

بخاری علیہ الرحمۃ سے پوچھا کہ قرآن کا تلفظ مخلوق ہے یا غیر مخلوق۔ امام بخاری علیہ الرحمۃ معاملہ کو سمجھ رہے تھے اس لیے آپ نے ابتداءً جواب دینے سے گریز فرمایا اور ٹالنے کی کوشش کی لیکن دشمن کو اپنے مقصد میں کامیاب ہونا تھا اس لیے وہ سوال میں اصرار کرتا رہا، یہاں تک کہ امام بخاری علیہ الرحمۃ کو آخر جواب دینا ہی پڑا اور آپ نے فرمایا:"القرآن کلام اللہ غیر مخلوق" یعنی قرآن عظیم اللہ کا کلام اور اس کی صفت ہے لہٰذا وہ غیر مخلوق ہے۔ اس نے کہا کہ الفاظ قرآن کے متعلق بتائیے کہ وہ کیا ہے؟ تو امام بخاری نے فرمایا:

"افعالنا مخلوقة والفاظنا من افعالنا" یعنی ہمارے افعال مخلوق ہیں اور ہمارے الفاظ ہمارے افعال ہیں۔ اتنا کہنا تھا کہ دشمنوں کو موقع مل گیا اور سبھوں نے شور مچادیا کے امام بخاری علیہ الرحمۃ الفاظ قرآن کو مخلوق مانتے ہیں۔ یہ خبر محمد بن یحیٰ ذہلی تک پہنچ گئی۔ انھوں نے امام صاحب کے نظریے کو اپنے نظریے کے خلاف سنا تو اسی وقت امام صاحب کے مخالف ہو گئے۔ اور اعلان کر دیا کہ بخاری کے درس میں کوئی شریک نہ ہو، پھر اعلان کیا کہ یہ شخص میرے شہر میں نہیں رہ سکتا۔ اس کے بعد امام صاحب نے نیشا پور میں رہنا مناسب نہیں سمجھا اور وہاں سے بخارا اپنے وطن جانے کا ارادہ کر لیا۔

امام بخاری کا بخارا میں زبردست استقبال

بخارا کے لوگوں کو جب پتا چلا کہ امام صاحب اپنے وطن مالوف کو واپس آرہے ہیں تو ان کے اندر مسرت و انبساط کی لہریں دوڑ گئیں۔ اور ان لوگوں نے بھی امام صاحب کی پیشوائی کے لیے بخارا سے کئی منزل پہلے تک خیمے نصب کیے اور بڑے تزک واحتشام اور شان وشوکت کے ساتھ امام صاحب کو جلوس کی شکل میں جشن مناتے اور ان پر روپیوں اور موتیوں کو نچھاور کرتے ہوئے شہر میں لے کر آئے۔

بخارا میں درس حدیث کا آغاز اور حاکم بخارا کا ظلم

امام بخاری علیہ الرحمۃ نے اپنی عادت اور معمول کے مطابق بخارا میں درس حدیث کا

سلسلہ شروع فرمادیا اور امن وسکون کے ساتھ تدریس حدیث میں مصروف ہو گئے۔

حاکم بخارا خالد بن احمد ذہلی نے امام بخاری علیہ الرحمۃ سے فرمائش کی کہ میرے یہاں آکر جامع اور تاریخ سنائیں پھر یہ کہ میرے گھر آکر میری اولاد کو سنائیں پھر یہ کہ اپنے یہاں میرے لڑکوں کو الگ پڑھائیں، امام بخاری نے قبول نہ کیا تو حاکم بخارا نے حریت ابن ابی الورقاء کو امام بخاری کے پیچھے لگادیا، ان لوگوں نے امام بخاری کے مذہب میں کلام کیا تو حاکم نے امام کو شہر بدر کردیا۔ (تاریخ الاسلام ووفیات المشاہیر والعلام، ازشمس الدین محمد بن احمد بن عثمان ذہبی متوفی ۷۴۸ھ)

والی بخارا خالد بن احمد ذہلی کی ذلت کے ساتھ معزولی

ابھی امام بخاری کو بخارا سے رخصت ہوئے ایک ماہ بھی نہیں گزرا تھا کہ خلیفہ وقت نے خالد بن احمد ذہلی کو معزول کردیا، پھر اسے گدھے پر سوار کرا کے محل سے نکال کر قید خانے میں بند کردیا، جہاں چند دنوں کے بعد ذلت و رسوائی کے ساتھ مرگیا۔ اور اسی طرح کا بھیانک اور عبرتناک انجام ان لوگوں کا ہوا جنھوں نے خالد بن احمد ذہلی کا امام صاحب کی مخالفت میں ساتھ دیا تھا۔

مقام خرتنگ میں امام بخاری کا وصال پر ملال

بخارا سے واپسی کے بعد امام بخاری علیہ الرحمۃ نے سمر قند جانے کا ارادہ کیا لیکن راستے میں آپ کو معلوم ہوا کہ آپ کے تعلق سے سمر قند کے لوگ دو حصے میں بٹ گئے ہیں۔ ایک گروہ کا کہنا ہے کہ امام صاحب کی سمر قند میں آمد ہونی چاہیے جب کہ دوسرا گروہ کہتا ہے کہ نہیں امام صاحب یہاں نہیں آسکتے۔ اللہ اکبر! زمانے کے سب سے بڑے محدث کے ساتھ خلق خدا کا یہ رویہ؟ اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ اس میں کیا راز اور بھید تھا۔

امام صاحب نے سمر قند کا ارادہ ترک کردیا اور راستے میں خرتنگ نامی ایک بستی میں ٹھہر گئے۔ اور بڑی دل شکستگی کے ساتھ بارگاہ خداوندی میں عرض گزار ہوئے کہ مولیٰ! یہ زمین اپنی وسعت کے باوجود مجھ پر تنگ ہوتی جارہی ہے۔ نیشاپور سے بخارا اور بخارا سے

سمر قند جانا چاہتا ہوں۔اور سمر قندوالے بھی مجھ کو قبول کرنے کے لیے تیار نہیں۔

مولیٰ! جب ایسی بات ہے تو تو مجھے اپنی بار گاہ میں بلالے۔ رب قدیر نے آپ کی دعا قبول فرمالی۔ آپ خرتنگ میں بیمار پڑ گئے۔ بعد میں سمر قند والوں نے آپ کو بلانا بھی چاہا اور آپ وہاں جانے کے لیے راضی بھی ہو گئے۔ لیکن صحت کی خرابی نے آپ کو اجازت نہیں دی روز بروز آپ پر ضعف و نقاہت کا غلبہ ہوتا رہا یہاں تک کہ ۲۵۶ھ یکم شوال کی رات کو آپ نے چند دعائیں پڑھیں اور لیٹ گئے۔ جسم سے پسینہ بہنا شروع ہوا جو تھمنے کا نام نہیں لیتا تھا اور اسی حالت میں آپ کی روح پُر فتوح پرواز کر گئی۔ یکم شوال بروز عید نماز عید کے بعد آپ کو خرتنگ کی سرزمین میں سپرد خاک کیا گیا۔

امام بخاری کی حاضری بار گاہ رسالت میں

عبد الواحد بن آدم طواویسی کہتے ہیں کہ میں نے ایک رات خواب دیکھا کہ حضور ﷺ جماعت صحابہ کے ساتھ ایک جگہ کھڑے ہیں۔ میں نے پوچھا: حضور ﷺ کس کا انتظار ہے؟ فرمایا: بخاری کا۔ طواویسی کہتے ہیں: چند دنوں کے بعد مجھے امام بخاری کے وصال کی خبر پہنچی۔ میں نے تحقیق کی تو معلوم ہوا کہ امام بخاری علیہ الرحمۃ کا اسی رات انتقال ہوا تھا جس رات میں نے خواب میں حضور ﷺ کی زیارت کی تھی۔ (بخاری مترجم، ج:۱، ص:۲۰)

امام بخاری علیہ الرحمۃ کی قبر سے مشک کی خوشبو

امام بخاری علیہ الرحمۃ کی قبر شریف سے بہت زمانے تک مشک کی خوشبو آتی رہی۔ اور لوگ دور دور سے آکر قبر کی مٹی کو بطور تبرک لے جاتے رہے۔ پھر بعد میں منع کر دیا گیا۔

امام بخاری علیہ الرحمۃ کے مزار پر دعا کا قبول ہونا

شہاب الدین احمد قسطلانی متوفی ۹۲۳ھ فرماتے ہیں کہ ابوالفتح سمر قندی نے بیان کیا کہ امام بخاری علیہ الرحمۃ کے وصال کے دو سو سال بعد سمر قند میں قحط پڑ گیا۔ لوگوں نے نماز پڑھی اور دعائیں مانگی لیکن کچھ فائدہ نہیں ہوا۔ ایک مرد صالح نے قاضی شہر کے پاس جاکر مشورہ دیا

کہ آپ شہر کے لوگوں کو لے کر امام بخاری علیہ الرحمہ کے مزار پر جائیے اور دعا کیجیے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ بارش ہوگی۔

چناں چہ قاضی شہر نے ایسا ہی کیا۔ سمرقند کے لوگوں کو لے کر امام بخاری علیہ الرحمہ کے مزار پر پہنچا، دعائیں کیں، تاریخ اسلام للذہبی میں ہے: بکی الناس عندالقبر، و تشفعوا بصاحبه. یعنی امام بخاری کی قبر کے پاس لوگوں نے گریہ وزاری کی اور صاحب قبر سے شفاعت طلب کی۔ الحمد للہ! اسی وقت آسمان پر بادل امڈ آئے اور ایسی زبردست بارش ہوئی کہ سارا علاقہ جل تھل ہو گیا اور مسلسل سات دنوں تک بارش ہوتی رہی۔ یہاں تک کہ لوگوں کو خرتنگ سے سمرقند جانا مشکل ہو گیا۔ (تاریخ الاسلام و وفیات المشاہیر والعلام، از شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان ذہبی متوفیٰ ۷۴۸ھ)

اس سے معلوم ہوا کہ مشکلات میں وفات یافتہ اولیا سے استمداد اور توسل زمانۂ قدیم سے اہل اسلام کا شیوہ رہا ہے اور رب تعالیٰ نے اس استمداد اور توسّل سے لوگوں کی حاجت روائی بھی فرمائی ہے۔

☆☆☆

طلبۂ تخصص فی الفقہ، جامعہ عبداللہ بن مسعود، کولکاتا کے مشق فتویٰ نویسی کا مجموعہ

مجموعة الفتاوی مشق افتا

مرتب: مفتی محمد حسان رضا تیغی مصباحی

[صفحات: ۸۸] ناشر: مجلس اصحاب قلم، کولکاتا [قیمت: ۱۵۰]

ضمیمہ

بقیہ اصحاب ستہ رحمۃ اللہ علیہم

(۲) امام مسلم	از- مولانا شہباز احمد مصباحی
(۳) امام ابوداؤد	از- مفتی افضل حسین مصباحی
(۴) امام ترمذی	از- مفتی احتشام الدین مصباحی
(۵) امام نسائی	از- مولانا محمد سجاد مصباحی
(۶) امام ابن ماجہ	از- مفتی محمد قمرالدین مصباحی
☆ جامعہ کا تعارف	از- مفتی محمد حسان رضا مصباحی

امام مسلم علیہ الرحمہ

از–مولانا محمد شہباز احمد مصباحی پوکھریروی، ناظم تعلیمات جامعہ عبداللہ بن مسعود، کولکاتا

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

دنیائے فن حدیث میں جن ماہرین کا نام سورج کی طرح چمکتا دمکتا دکھائی دیتا ہے ان میں امام مسلم علیہ الرحمہ نمایاں ہیں۔

اکثر ماہرین حدیث نے اگرچہ امام بخاری علیہ الرحمہ کو مقدم رکھا ہے لیکن بعض نے امام مسلم علیہ الرحمہ کو سرفہرست قرار دیا ہے۔ یہ اختلاف رائے اپنی جگہ ہے، مگر اس قدر تو مسلم ہے کہ فی زمانناحدیث کا تذکرہ ہو تو بخاری و مسلم کا نام دوسرے تمام محدثین سے پہلے لیا جاتا ہے، بلکہ یوں کہا جائے تو بے جا نہ ہو گا کہ حدیث کے ذکر کے وقت امام بخاری و امام مسلم کا خیال ایسا ہی ہے جیسے کسی ملزوم کے تصور سے لازم کا تصور۔ یقیناً اللہ تعالی نے ان حضرات پر کرم فرمایا کہ اس مقدس کام کے لیے ان کو منتخب فرمایا۔

نام ونسب:

نام مسلم، کنیت ابوالحسین، لقب، عساکر الدین اور سلسلہ نسب اس طرح ہے: مسلم بن الحجاج، بن مسلم، بن ورد، بن کرشاد القشیری۔

قشیر عرب کا ایک مشہور قبیلہ ہے جس سے آپ کا خاندانی تعلق ہے گویا رہنے والے تو عجم خراسان کے ہیں لیکن نسلاً عربی ہیں۔ آپ کے والد حجاج خراسان کے مشہور شہر نیشاپور میں رہنے والے دیندار تقوی شعار آدمی تھے۔

امام مسلم دینی گھرانے میں باختلاف روایت ۲۰۲ھ، ۲۰۴ھ، ۲۰۶ھ، میں پیدا

ہوئے زیادہ تر مؤرخین نے ۲۰۶ھ کو ترجیح دی ہے۔

پرورش:

دینی و علمی گھرانہ ہونے کی وجہ سے امام مسلم کی نہایت پاکیزہ تربیت ہوئی اور دینی ماحول میں پروان چڑھے والد محترم کے پاس علما و مشائخ کی آمد و رفت نے ذہنی بالیدگی کا سامان مہیا کیا۔

تعلیم:

آپ نے ابتدائی تعلیم نیشاپور ہی میں حاصل کی پھر اٹھارہ سال کی عمر سے سماع حدیث کا آغاز کیا اور سب سے پہلے یحییٰ بن یحییٰ تمیمی سے سماع کیا اس کے بعد طلب حدیث کے لیے رے، مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ، بلخ، عراق، بصرہ، کوفہ، شام اور مصر وغیرہ کا سفر کیا اور تقریبا ۲۲۰/ شیوخ سے احادیث کا ذخیرہ اکٹھا کیا۔

مکہ مکرمہ میں امام مالک کے اجل شاگرد عبداللہ بن مسلمہ قعنبی سے حدیثیں سنیں اور لکھیں۔ چوں کہ امام مسلم معاشی اعتبار سے خوشحال اور صاحب حیثیت تھے ان کا ریشم اور کپڑے کا کاروبار مقام خان محمش میں تھا اور کچھ جاگیریں بھی تھیں اس لیے اخذ حدیث کے لیے سفروں کے اخراجات میں کوئی پریشانی کا سامنا نہیں کرنا پڑتا تھا کہیں کا بھی سفر آسانی کر لیتے تھے۔ سماع حدیث کے شوق اور مالی فراوانی نے ان کو امام المحدثین بنا دیا۔

تصنیفات:

صحیح مسلم تو امام مسلم کی مایہ ناز مشہور زمانہ تالیف ہے، اس میں شک نہیں کہ اسی کتاب کی وجہ سے آج امام مسلم چار دانگ عالم میں معروف و مشہور ہیں لیکن اس کے علاوہ بھی انھوں نے کئی کتابیں لکھیں ہیں:

متن حدیث میں: كتاب المسند الكبير على الرجال ،كتاب الجامع على الابواب ، كتاب حديث عمرو بن شعيب.

رجال میں: کتاب الطبقات ، کتاب الوحدان، کتاب الافراد، کتاب الاقران، کتاب اولاد الصحابه ، کتاب افراد الشاميين ، كتاب مشايخ مالك، كتاب مشايخ الثوری، كتاب مشايخ شعبه ، كتاب المخضرمين اور كتاب طبقات التابعين.

نقد حدیث میں: کتاب التمييز،کتاب العلل،کتاب سوالات احمد بن حنبل اور کتاب اوهام المحدثين.

فقہ حدیث میں: کتاب الشفاء باهب السباع.

اہل علم کے نزدیک ان کا مقام:

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے اپنی کتاب بستان المحدثین میں لکھا ہے کہ امام ابو زرعہ رازی اور ابو حاتم نے امام مسلم کی امامت و جلالت کی گواہی دی ہے اور ان کو فن کا پیشوا قرار دیا ہے۔

محمد بن عبدالوہاب الفراء نے فرمایا: کان مسلم من علماء الناس و اوعية العلم. امام مسلم عالم اور علم کے محافظ تھے۔

مسلم بن قاسم نے کہا: ثقة جليل القدر من الائمة. وہ قابل اعتماد ہیں بڑی شان والے اماموں میں سے ہیں۔

اسحاق بن منصور نے کہا: لن نعدم الخير مابقاك الله للمسلمين. ہم بھلائی سے محروم نہیں ہوں گے جب تک اللہ تعالیٰ آپ کو مسلمانوں کے لیے باقی رکھے۔

تقوی شعاری:

امام مسلم نے نہایت پاکیزہ زندگی گزاری ان کی پاکیزگی کا عالم یہ ہے کہ انہوں نے اپنی زندگی میں کسی کی غیبت نہیں کی اور نہ کسی کو مارا نہ کسی کو برا کہا۔

کتابت حدیث میں بھی انہوں نے احتیاط، دیانت داری اور امانت داری کا مکمل

خیال رکھا یہی وجہ ہے کہ انھوں نے رواۃ کے وصف عدالت پر اکتفا نہیں کیا بلکہ شرائط شہادت کی بھی رعایت کی اور تین لاکھ احادیث میں سے صرف چار ہزار کو اپنی صحیح کے لیے منتخب فرمایا۔اور صرف انھیں شیوخ کی حدیث کو لکھا جن سے بالمشافہہ سماع حدیث کیا مزید احتیاط یہ کہ انہیں حدیثوں کو ذکر کیا جن کی صحت پر اس زمانے کے علما کا اتفاق تھا ساتھ ہی ساتھ راوی کے نام، کنیت یا متن حدیث میں تھوڑا بھی اختلاف ہو تو اس کو بھی بیان کر دیتے ہیں یہاں تک کہ اسناد میں اگر کوئی علت خفیہ ہو اس کو بھی ظاہر کر دیتے ہیں۔اسی وجہ سے حافظ عبدالرحمن بن علی یمنی نے کہا: ع

تنازع قوم فی البخاری و مسلم
لدیّ و قالوا ایّ دین یقدم
فقلت لقد فاق البخاری صحۃً
کما فاق فی حسن الصناعۃ مسلم

وفات:

بالاتفاق ان کی وفات ۲۵/ رجب ۲۶۱ھ میں ہوئی، ان کے سبب موت کے تعلق سے جو خبر آئی ہے وہ بھی بہت عجیب ہے۔ سیرت نگاروں نے بیان کیا ہے کہ ایک مجلس میں کسی روایت کے بارے میں، ان سے سوال ہوا، جس کا وہ فوری طور پر جواب نہ دے سکے۔ گھر آئے اور اپنے مکتوبات کا معائنہ کرتے ہوئے، اس روایت کو تلاش کرنے لگے۔ ساتھ میں کھجور کا ایک ٹوکرا تھا۔ مطالعہ کرتے جاتے اور کھجور تناول فرماتے جاتے۔ اسی حال میں صبح ہوگئی۔ ادھر وہ روایت ملی اور ادھر کھجور کا ٹوکرا خالی ہوگیا۔ انہماک کی وجہ سے کثیر مقدار میں کھجور تناول فرمالی، جس کی وجہ سے طبیعت بگڑ گئی اور یہی آپ کی موت کا سبب بنا۔

ابو حاتم رازی نے امام مسلم کو خواب میں دیکھا اور ان کا حال پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ حق تعالی نے جنت کو میرے لیے مباح کر دیا جہاں جانا چاہتا ہوں چلا جاتا ہوں۔اللہ تعالی ہم کو بھی توفیق خیر بخشے حدیث رسول کی برکتوں سے مالا مال فرمائے آمین۔ ☆☆☆

امام ابوداؤد علیہ الرحمہ

از- مفتی افضل حسین رضوی مصباحی، پرنسپل جامعہ عبداللہ بن مسعود، کولکاتا
وصدر جماعت رضائے مصطفیٰ، کولکاتا

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

امام بخاری و امام مسلم کے بعد محدثین میں سب سے زیادہ مرتبہ اور مقام کے مالک امام ابوداؤد سجستانی ہیں۔ حدیث و فقہ میں ان کی امامت مسلّم ہے۔ مشاہیر محدثین نے ان سے شرف تلمذ حاصل کیا ہے، خود صحاح ستہ کے مصنفین میں سے امام ترمذی اور نسائی دونوں ان کے شاگرد ہیں۔ فقہی احادیث کا سب سے بڑا ذخیرہ جمع کیا۔ ان سے پہلے علم حدیث میں جوامع اور مسانید کی تالیف کا رواج تھا، انھوں نے کتاب السنن لکھ کر علم حدیث میں ایک نئی راہ دکھلائی، جس پر چل کر ائمہ حدیث نے فن حدیث میں کتب سنن کا قابل قدر ذخیرہ جمع کیا۔

ولادت اور نام و نسب:

امام ابوداؤد ۲۰۲ھ میں سجستان میں خاندان اِزد کے ایک معزز گھرانے میں پیدا ہوئے۔ اسم گرامی سلیمان اور ابوداؤد کنیت سے مشہور ہوئے۔

سلسلۂ نسب یہ ہے: سلیمان بن اشعث، بن اسحاق، بن بشیر، بن شداد، بن عمر ازدی سجستانی۔ (تہذیب التہذیب، ج:۳، ص:)

تحصیل علم:

ابتدائی تعلیم کے بعد امام ابوداؤد نے علم حدیث کی طرف رغبت کی۔ خوش قسمتی سے انھوں نے تاریخ اسلام کا وہ سنہرا دور پایا جو اسلامی علوم و فنون بالخصوص حدیث نبوی اور علوم

حدیث کی ترقی و عروج کا دور تھا۔ وقت کے مشہور اور جید اساتذہ، اور جلیل القدر ائمہ حدیث سے علم حدیث حاصل کیا۔ تحصیل علم کی خاطر متعدّد اسلامی شہروں کا سفر کیا، خاص طور پر مصر، شام، حجاز، خراسان وغیرہ میں کثرت کے ساتھ قیام کر کے علم حدیث حاصل کیا۔

شوق علم کا یہ حال تھا وہ ایک آستین کشادہ اور دوسری تنگ رکھتے تھے، پوچھا گیا آپ ایسا کیوں کرتے ہیں؟ جواب دیا: کشادہ آستین کتابیں رکھنے کے لیے ہے اور دوسری آستین استعمال میں نہیں آتی اس لیے تنگ ہے۔ (تذکرۃ الحفاظ، ج:۲، ص:۱۵۳)

اساتذہ:

امام ابوداؤد نے بلاد اسلامیہ کے دورے کیے اور محدثین کی ایک بڑی تعداد سے استفادہ کیا۔ علامہ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں کہ ان کے مشائخ کی تعداد تقریباً تین سو تک پہنچتی ہے۔ (تہذیب التہذیب، ج:۳، ص:۱۱)

ان میں مشہور ترین حضرات میں امام یحییٰ بن معین، امام اسحاق بن راہویہ، امام ابن ابی شیبہ، امام احمد بن حنبل جیسے حضرات شامل ہیں۔ امام ذہبی تحریر فرماتے ہیں: ابوداؤد امام احمد کے ارشد تلامذہ میں سے تھے۔ ایک مدت ان کے ساتھ گذاری اور اصول و فروع کے دقیق مسائل ان سے معلوم کرتے رہے۔ (سیر اعلام النبلاء، ج:۱۳، ص:۲۱۵)

اخلاق و کردار:

امام ابوداؤد علم و فن میں ممتاز ہونے کے ساتھ سیرت و کردار، زہد و عبادت میں یکتائے روزگار تھے۔ دنیا اور لذائذ دنیا سے بے پرواہ تھے۔ آداب شریعت کی پابندی اور سنت نبوی کے اتباع کا خاص اہتمام کرتے تھے۔ طلبہ، علما، محدثین، صوفیہ اور شاہان وقت سب آپ کی بارگاہ میں نیازمندانہ حاضری دیتے۔ ہروی فرماتے ہیں: وہ بے مثال عالم و حافظ ہونے کے علاوہ عبادت و ریاضت، عفت و پاکدامنی، خیر و صلاح، ورع و تقویٰ میں بھی منفرد خصوصیات کے مالک تھے۔ (تہذیب التہذیب، ج:۳، ص:۱۱)

ایک مرتبہ مشہور عارف باللہ حضرت سہل بن عبداللہ تستری آپ سے ملاقات کے لیے حاضر ہوئے۔ جب آپ کو معلوم ہوا تو آپ کو بہت خوشی ہوئی اور خوش آمدید کہتے ہوئے تشریف لائے۔ حضرت سہل نے کہا: اے امام ذرا اپنی وہ مبارک زبان دکھائیں جس سے آپ احادیث رسول ﷺ بیان کرتے ہیں تاکہ میں اس مقدس زبان کو بوسہ دوں۔ آپ نے زبان منہ سے باہر نکالی تو انتہائی عقیدت سے انھوں نے اس کو چوم لیا۔

(تہذیب التہذیب، ج:۳، ص:۱۱)

علمی مقام:

امام ابو داؤد اپنے دور میں علم حدیث کے بڑے امام ہیں۔ علوم حدیث کی معرفت میں ان کا مقام بہت اونچا تھا، ان کے بارے میں یہ جملہ بہت مشہور ہے: لُیِّن لابی داؤد الحدیث کما لُیِّن لداؤد الحدید. (تہذیب التہذیب، ج:۳، ص:۱۱)

یعنی ابو داؤد کے لیے حدیثیں ایسی آسان کردی گئی ہیں جیسے حضرت داؤد علیہ السلام کے لیے لوہا نرم کردیا گیا تھا۔

حافظ موسیٰ بن ہارون فرماتے ہیں: خلق ابو داؤد فی الدنیا للحدیث وفی الآخرۃ للجنۃ. (تذکرۃ الحفاظ، ج:۲، ص:۱۵۳)

یعنی ابو داؤد کو دنیا میں حدیث کے لیے اور آخرت میں جنت کے لیے پیدا کیا گیا۔

حاکم نیشاپوری فرماتے ہیں: ابو داؤد امام اھل الحدیث فی عصرہ بلا دافع . (تذکرۃ الحفاظ، ج:۲، ص:۱۵۳)

امام ابو داؤد اپنے زمانے میں تمام محدثین کے بلا اختلاف امام تھے۔ ابو بکر خلال فرماتے ہیں: ابو داؤد الامام۔

سنن ابی داؤد:

آپ کی زندگی کے شب و روز طلب حدیث اور مختلف بلاد اسلامیہ کے سفر میں

گزرے لیکن اس کے باوجود آپ نے مختلف علوم وفنون پر متعدّد کتابیں تصنیف فرمائیں۔ ان تمام تصنیفات میں جس کتاب نے آپ کو شہرت و مقبولیت کی بلندیوں پر پہنچایا اور محدثین میں نمایاں مقام عطا کیا وہ ان کی کتاب سنن ہے، جو ''سنن ابی داؤد'' کے نام سے ہر خاص و عام کی زبان پر ہے اور صحاح ستہ میں صحیحین کے بعد اکثر لوگوں نے اس کو پہلے مقام پر رکھا ہے۔ امام ابوداؤد نے اس کتاب میں پانچ لاکھ احادیث سے چار ہزار آٹھ سو احادیث کا انتخاب کیا ہے، خود فرماتے ہیں: میں نے حضور ﷺ کی پانچ لاکھ حدیثوں کو لکھا پھر ان میں سے منتخب کر کے اپنی کتاب ''سنن'' میں چار ہزار آٹھ سو حدیثوں کو جمع کیا جو صحیح اور اس کے مشابہ و مقارن ہیں۔ (تذکرۃ الحفاظ، ج:۲، ص:۱۵۴)

اس کتاب کی ترتیب و تدوین کے بعد آپ نے اسے امام احمد بن حنبل کی خدمت میں پیش کیا تو انھوں نے اس سنن کو بہت پسند فرمایا۔ (تذکرۃ الحفاظ، ج:۲، ص:۱۵۳)

ابو سلیمان خطابی نے کہا: امام ابوداؤد نے اپنی اس سنن میں اصولِ سنن اور احکام فقہ سے متعلق ایسی حدیثیں جمع کی ہیں کہ ہمارے علم میں نہ تو کسی نے ان سے پہلے ایسا مرتب ذخیرہ جمع کیا اور نہ آج تک کوئی ان کے نقش قدم پر چل سکا۔ (معالم السنن، ج:۱، ص:۱۱)

ابوالعلاء محسن کا بیان ہے کہ انھوں نے خواب میں نبی اکرم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ من اراد ان یتمسك بالسنن فلیقرأ سنن ابی داؤد. سنن کی اتباع کی آرزو رکھنے والوں کو سنن ابی داؤد کا مطالعہ کرنا چاہیے۔ (تذکرۃ المحدثین، ج:۱، ص:۲۹۴)

وفات:

سنہ ۲۷۵ھ/۸۸۸ء میں بصرہ میں آپ کا انتقال ہوا۔ ☆☆☆

امام ترمذی علیہ الرحمہ

از- مفتی محمد احتشام الدین مصباحی، استاذ شعبۂ افتا جامعہ عبداللہ بن مسعود، کولکاتا

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

صحاح ستہ میں شامل حدیث پاک کی معروف و مشہور کتاب ”جامع الترمذی“ کے مصنف محمد بن عیسیٰ ترمذی قدس سرہ محدثین کی جماعت میں ممتاز شخصیت کی حیثیت سے متعارف و مشہور ہیں۔

ولادت باسعادت:

آپ کی ولادت موجودہ ملک ازبکستان کے صوبہ ”سورکھندریہ“ کی راجدھانی ترمذ میں ۳۰۰ھ کے چند سال بعد ہوئی۔ اسی جائے پیدائش کی نسبت سے آپ ”ترمذی“ سے مشہور ہوئے۔

آپ کی کنیت:

امام ترمذی کا نام محمد اور کنیت ابو عیسیٰ ہے۔ مصنف ابن ابی شیبہ میں حدیث پاک ہے کہ حضور ﷺ کے سامنے ایک شخص کی کنیت ”ابو عیسیٰ“ ذکر کی گئی تو آپ نے فرمایا ”عیسیٰ کا کوئی باپ نہیں ہے“ اس روایت کی بنیاد پر بعض علما نے اس کنیت کو مکروہ قرار دیا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ حضور ﷺ نے ایک امر واقعی کو بیان کیا کہ واقعی حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کا کوئی باپ نہیں ہے۔

آپ کے اساتذہ:

آپ نے اپنے وقت کے کبار محدثین سے اکتساب علم کیا، آپ کے معروف اساتذہ میں یہ محدثین بھی ہیں، (۱) حضرت امام محمد بن اسماعیل بخاری، (۲) امام مسلم بن الحجاج قشیری

(۳) اسحاق بن راھویہ (۴) ابو داؤد سلیمان بن الاشعث (۵) ابراھیم بن عبد اللہ بن حاتم ہروی۔

آپ کے تلامذہ:

آپ کی پوری حیات مبارکہ درس و تدریس میں گزری اور آپ کی درس گاہ سے جید محدثین پیدا ہوئے۔ مشہور تلامذہ یہ ہیں:

(۱) ابو حامد احمد بن عبد اللہ مروزی (۲) محمد بن منذر ابن سعید ہروی (۳) ابو جعفر بن سفیان نسفی (۴) داؤد بن نصر نبرودی۔

آپ کی تصانیف:

آپ کے قلم سے معرکۃ الآراء کتابیں منصۂ شہود پر آئیں۔ جنھوں نے ساری دنیا میں دھوم مچائی۔(۱) جامع ترمذی (۲) کتاب العلل (۳) کتاب الزھد (٤) کتاب التاریخ (٥) کتاب الشمائل النبویۃ (٦) کتاب الاسماء و الکنٰی.

ردبدعات و منکرات:

امام ترمذی قدس سرہ نے بدمذہبوں اور اہل بدعت کے باطل نظریات کا دلائل کے ساتھ بھرپور علمی رد فرمایا۔ آپ کے دور میں جہمیہ فرقہ تھا جو اللہ تعالیٰ کے لیے صفت کلام کو محال جانتے تھے جس کا سیدھا مطلب یہ ہے کہ قرآن اللہ کا کلام نہیں ہے۔ آپ نے اپنے شاگردوں کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا: یہاں پر خراسان والے جو موجود ہوں ان کو اللہ سے ثواب حاصل کرنے کی نیت سے خراسان میں اس حدیث کو بیان کرنا چاہئے اس لیے کہ جہمیہ صفت کلام باری تعالیٰ کا انکار کرتے ہیں۔

بے مثل قوت حافظہ:

امام ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمۃ نے آپ کی قوت حافظہ کا ایک واقعہ بیان کیا ہے، ایک شیخ سے آپ نے احادیث کی سماعت کی پھر وہ نسخہ گم ہو گیا۔ آپ نے شیخ سے فرمایا آپ احادیث سنا

دیں تاکہ میں ملالوں کہ کوئی غلطی ہے یا نہیں ؟ شیخ احادیث سنانے لگے آپ سادہ کاغذ لے کر بیٹھے رہے، شیخ کی نظر پڑی تو سخت ناراض ہوئے تو آپ کے امتحان کے لیے شیخ نے چالیس خاص احادیث بیان فرمائیں، ایک بار سن کر آپ نے من وعن سنادیا۔

وفات:

۱۳/ رجب ۲۷۹ھ کو آپ کا وصال ہوا اور آپ "ترمذ" میں مدفون ہوئے۔

☆☆☆

مجلس اصحاب قلم کولکاتا کا تازہ ترین رسالہ بنام

شان اولیا

آیات واحادیث کی روشنی میں

از

مفتی محمد ریاض الدین حسن تیغی قادری

باہتمام

دارالعلوم مدینۃ الاسلام، شاہی، ضلع ہنٹرگنج (جھارکھنڈ)

ناشر

[صفحات:40] مجلس اصحاب قلم، کولکاتا [قیمت: 100]

امام نسائی علیہ الرحمہ

از-مولانا محمد سجاد عالم مصباحی، استاذ جامعہ عبداللہ بن مسعود کولکاتا

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

خراسان اور ماوراء النہر کا علاقہ عالم اسلام کے لیے دماغ کی حیثیت رکھتا ہے، وہاں کی خاک سے ایسے ایسے علما اور ماہرین فن پیدا ہوئے جس کی مثال پیش کرنے سے دنیا قاصر ہے۔ اسی خراسان کے ایک شہر "نسا" میں امام نسائی پیدا ہوئے۔ آج دنیا امام نسائی علیہ الرحمہ کی اسی نسبت کی وجہ سے خراسان کے اس شہر کو جانتی ہے۔

صحاح ستہ کے مصنفین میں تین کو اپنے وطن کی نسبت کے ساتھ شہرت ہوئی، امام بخاری، امام ترمذی اور امام نسائی رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

ولادت اور نام ونسب:

آپ کی ولادت ۲۱۵ھ میں ہوئی۔ **نام:** احمد، **کنیت:** ابو عبد الرحمن، **والد کا نام:** شعیب ہے۔ سلسلۂ نسب یوں بیان کیا جاتا ہے: احمد بن شعیب، بن علی، بن سنان، بن بحر الخراسانی النسائی۔ (سیر اعلام النبلاء، ج: ۱۴، ص: ۱۲۵)

تعلیم:

ابتدائی تعلیم اپنے شہر کے اساتذہ سے حاصل کرنے کے بعد حصولِ علم کے لیے سب سے پہلا سفر ۱۵/ سال کی عمر میں ۲۳۰ھ میں "بلخ" کا کیا اور اس کے مضافات میں واقع ایک قصبہ "بغلان" تشریف لے گئے وہاں "قتیبہ بن سعد بلخی" جو مرجع خلائق تھے۔ ان کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ایک سال سے زیادہ عرصہ ان کے پاس رہ کر علم حدیث حاصل کیا۔

علمی اسفار:

اس دور میں سفر کے بغیر حصول علم کا تصور ممکن نہ تھا، شائقین علم دور دراز کے سفر کی صعوبتوں کو برداشت کرتے اور علم حاصل کرتے۔ امام نسائی نے بھی اس سلسلے میں قتیبہ بن سعد بلخی سے اکتساب علم کرنے کے بعد خراسان، عراق، حجاز، شام اور مصر کا خاص طور سے سفر کیا اور آخر میں مصر ہی میں مستقل سکونت اختیار کرلی۔

آپ کا قیام مصر کے ایک محلہ ”زقاق القنادیل“ میں رہا جو علمی اعتبار سے ایک ممتاز محلہ تھا۔ (سیر اعلام النبلاء، ج: ۱۴، ص: ۱۲۸)

اساتذہ:

آپ کے اساتذہ کی فہرست طویل ہے۔ علامہ ابن کثیر لکھتے ہیں: ”رحل الي الآفاق و اشتغل بسماع الحديث و الاجتماع بالائمة الحذاق.“ دور دراز کا سفر کیا اور حدیثیں سننے اور ماہر ائمہ سے ملاقاتیں کرنے میں مشغول رہے۔

(البدایہ والنہایہ، ج: ۱۱، ص: ۱۶۳)

ان اساتذہ میں قتیبہ بن سعد، اسحاق ابن راہویہ، ہشام بن عمار، محمد بن نضر مساور، محمود بن غیلان، یوسف بن عیسیٰ الزہری، بشر بن معاذ العقدی، ابوداؤد سلیمان بن اشعث، حارث بن مسکین اور محمد بن عبید محاربی وغیرہ ہیں۔

حافظ ابن حجر نے امام بخاری علیہ الرحمۃ کو بھی ان کے مشائخ میں شمار کیا ہے۔

تلامذہ:

امام ذہبی اور حافظ ابنِ حجر نے ان کے تلامذہ کی ایک طویل فہرست اپنی اپنی کتابوں میں نقل کی ہے، بعض کے اسما یہ ہیں: امام ابو جعفر طحاوی، ابو القاسم صبرانی، ابو جعفر عقیلی، حافظ ابو علی نیشاپوری، حافظ ابو القاسم اندلسی، ابوبکر بن حداد فقیہ وغیرہم۔

(سیر اعلام النبلاء، ج: ۱۴، ص: ۱۲۷)

شمائل وخصائل:

امام نسائی نہایت وجیہ اور خوبصورت تھے۔آپ کی ذات میں بڑی کشش تھی، دل ان کی طرف کھنچتا تھا، بڑھاپے میں بھی لگتا تھا کہ خون چھلک پڑے گا، کھانے کا بھی خاص اہتمام فرماتے ، دسترخوان انواع و اقسام کے کھانے سے بھرا رہتا ، کھانے کے بعد نبیذ استعمال فرماتے ۔ساتھ ہی خوش وضع اور خوش لباس بھی تھے۔

ائمہ کبار اور معاصرین کی نگاہ میں:

امام دارقطنی فرماتے ہیں:"ابو عبد الرحمن مقدم على كل من يذكر بهذا العلم من أهل عصره. " امام نسائی علیہ الرحمۃ اپنے زمانے میں ان تمام حضرات پر فوقیت رکھتے ہیں جن کا اس علم حدیث سے تعلق ہے۔

مزید فرماتے ہیں: "وكان افقه مشائخ مصر في عمره و أعلمهم بالحديث و الرجال. "اپنے زمانے کے مشائخ میں سب سے زیادہ تفقہ رکھنے والے حدیث ورجال کے سب سے بڑے عالم تھے۔

امام نسائی علیہ الرحمۃ کے ایک شاگرد ابو سعید بن یونس کہتے ہیں:

"كان أبو عبد الرحمن النسائي اماماً حافظا ثبتاً. " امام نسائی، امام حافظ حدیث اور اعلیٰ درجہ کے ثقہ ہیں۔

امام ذہبی مصنف سیر اعلام النبلاء، ابو سعید کی بات نقل کرکے خود فرماتے ہیں:

"قلت هٰذا الأصح فإن بن يونس حافظ يقظ و قد أخذ عن النسائي وهو به عارف و لم يكن أحد في رأس ثلاث مأة أحفظ من النسائي وهو احذق بالحديث و علله و رجاله من مسلم و من أبي داؤد و من أبي عيسى وهو جار في مضمار البخارى و أبي زرعة. "

ترجمہ: میں کہتا ہوں یہ بات بالکل درست ہے اس لیے کہ ابو سعید بن یونس خود

بڑے بیدار مغز حافظ حدیث ہیں، نسائی کے شاگرد ہیں اور ان سے خوب واقف ہیں اور تیسری صدی ہجری کے آخر میں نسائی سے بڑھ کر کوئی دوسرا حافظ حدیث نہ تھا، بلکہ وہ فن حدیث کی مہارت، اس کے علل اور رجال سے واقفیت میں امام مسلم، ابوداؤد، اور ترمذی سے بھی بڑھے ہوئے ہیں اور امام بخاری اور ابوزرعہ کے ہم پلہ نظر آتے ہیں۔

خود امام ذہبی نے اپنی معرکۃ الآراء کتاب، سیر اعلام النبلاء میں امام نسائی کے تذکرہ کا آغاز ان الفاظ میں کیا ہے: "الإمام الحافظ الثبت شيخ الإسلام ناقد الحديث ابو عبد الرحمن احمد بن شعيب بن علي بن سنان بن بحر الخراساني النسائي صاحب السنن "یعنی امام حافظ حدیث، ثقہ ترین، شیخ الاسلام، حدیث کے خوب پرکھنے والے، سنن کے مصنف ابوعبدالرحمن احمد بن شعیب بن علی بن سنان بن بحر خراسانی نسائی۔

مزید فرماتے ہیں: "وكان من بحور العلم مع الفهم والإتقان و البصر ونقد الرجال و حسن التاليف". فہم واتقان، گہری نظر رواۃ کو پرکھنے والے اور حسن تالیف کے ساتھ ساتھ وہ علم کے سمندر تھے۔ (سیر اعلام النبلاء، ج: ۱۴، ص: ۱۳۱، تا: ۱۳۳)

حافظ ابنِ حجر عسقلانی علیہ الرحمۃ مقدمہ فتح الباری میں لکھتے ہیں: "قدمه قوم من الحذاق في معرفة ذلك على مسلم بن الحجاج و قدمه الدار قطني و غيره في ذلك علي إمام الأئمة أبی بكر ابن خزيمة صاحب الصحيح".

ترجمہ: فن رجال میں ماہرین فن کی ایک جماعت نے ان کو امام مسلم علیہ الرحمۃ پر بھی فوقیت دی ہے اور امام دارقطنی علیہ الرحمۃ اور ان کے علاوہ اوروں نے اس سلسلے میں ان کو امام الائمہ ابوبکر بن خزیمہ سے فائق بتایا ہے۔ (هدي الساري مقدمہ فتح الباری، ص: ۸)

اور امام جلال الدین سیوطی فرماتے ہیں:

"الحافظ الإمام شيخ الإسلام أحد الأئمة المبرزين والحفاظ المتقنين و الاعلام المشهورين. حافظ حدیث، امام شیخ الاسلام، ممتاز ترین ائمہ، ماہر ترین حفاظ

حدیث اور مشہور اساطین امت میں ایک تھے۔ (شذرات الذہب، ج:۲، ص: ۴۲۲)

عبادت وریاضت اور عقیدہ:

اس بلند علمی مقام اور ظاہری اسباب عیش وآرام کے باوجود آپ زہد وعبادت میں بھی اپنے زمانے میں ممتاز رہے، طبیعت میں حد درجہ استغنا تھا اس لیے حکام وقت کی مجلسوں سے ہمیشہ ہی احتراز کرتے تھے، صوم داؤدی پر ہمیشہ عامل رہے۔ مؤرخ زمان ابن خلکان لکھتے ہیں: "کان یصوم یوماً و یفطر یوماً." "ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن افطار کرتے تھے۔ (وفیات الأعیان، ج: ۱، ص: ۷۸)

آپ عقائد میں راسخ اور متصلب تھے، جس زمانہ میں معتزلہ کے عقیدہ خلق قرآن کا چرچا تھا ان دنوں محمد بن اعین نے ایک مرتبہ عبداللہ بن مبارک سے کہا فلاں شخص کہتا ہے کہ جو شخص آیت کریمہ "اِنَّنِیۡۤ اَنَا اللّٰہُ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّاۤ اَنَا فَاعۡبُدۡنِیۡ" "کو مخلوق مانے وہ کافر ہے۔ حضرت عبداللہ بن مبارک علیہ الرحمۃ نے فرمایا: یہ حق ہے۔ امام نسائی نے جب یہ روایت سنی تو فرمایا: میرا بھی یہی مذہب ہے۔ (حالات فقہاو محدثین، ص۱۲۷)

حق گوئی اور شہادت:

مصر میں امام نسائی علیہ الرحمۃ کو بڑی شہرت اور مقبولیت حاصل ہوئی اس کے نتیجے میں وہاں ان کے حاسدین کی ایک جماعت پیدا ہوگئی، ان کی ریشہ دوانیوں سے تنگ آکر فلسطین کے ایک مقام "رملہ" آگئے، یہاں بنو امیہ کی طویل حکومت کے سبب خارجیت وناصبیت کا زور تھا عوام حضرت علی سے بدگمان تھے، بلکہ دمشق میں اس وقت اکثریت ان ہی لوگوں کی تھی۔ آپ علیہ الرحمۃ نے یہ فضا دیکھی تو اصلاح عقائد کی غرض سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مناقب پر مشتمل کتاب "الخصائص" تصنیف فرمائی۔ چوں کہ خود امام نسائی علیہ الرحمۃ کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے بڑی محبت تھی، اس لیے اس کتاب کو دمشق کی جامع مسجد کے منبر پر چڑھ کر لوگوں کے سامنے پڑھ کر سنایا۔ چوں کہ یہ کتاب وہاں کے لوگوں کے نظریات کے خلاف

تھی اس لیے سن کر لوگ مشتعل ہو گئے۔ مجمع میں سے کسی نے کہا ہمیں ایسی روایت سنائیں جس سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر برتری ظاہر ہو، آپ نے جواب میں فرمایا: الا یرضی رأساً برأس حتی یفضل. (سیر اعلام النبلاء، ج: ۱۱، ص: ۱۳۲)

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا معاملہ برابر سرابر ہو جائے تو کیا یہ تمھارے خوش ہونے کے لیے کافی نہیں۔ یا مطلب یہ تھا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مساوی ہونا کافی نہیں جو تم لوگ برتری کا سوال کر رہے ہو۔

یہ سن کر لوگ آگ بگولا ہو گئے اور آپ کو زدو کوب کرنا شروع کر دیا، بعض نے امام علیہ الرحمہ کے جسم پر لاٹھیاں بھی ماریں۔ یہاں تک کہ مارتے مارتے نیم جان کر دیا، اسی حالت میں آپ کو مکان پر لایا گیا، آپ نے تعلق والوں سے فرمایا: مجھے مکہ لے چلو تاکہ میرا انتقال مکہ مکرمہ میں ہو۔ اسی حادثہ سے آپ کا وصال دوشنبہ کے دن ۱۳/ صفر المظفر ۳۰۳ھ میں ۸۸ /سال کی عمر میں ہوا، اور صفا و مروہ کے درمیان آپ کی تدفین ہوئی۔

(حالات فقہا و محدثین، ص۱۲۷، ۱۲۸۔ بتغییر یسیر)

مذکورہ بالا واقعہ کی بنا پر بعض لوگوں نے ان پر "تشیع" کا الزام لگایا ہے، لیکن یہ بات اس لیے غلط ہے کہ انھوں نے "فضائل صحابہ" پر بھی مستقل کتاب "فضائل الصحابہ" لکھی ہے اور ان کی کتابوں سے بھی اندازہ ہوتا ہے کہ وہ باقاعدہ تفضیل شیخین کے قائل تھے۔ البتہ اہل بیت کی محبت میں وہ سرشار تھے، خود ان کے ایک شاگرد محمد بن موسیٰ مامونی کہتے ہیں کہ میں نے امام نسائی علیہ الرحمہ سے لوگوں کی اس بات (الزام تشیع) کا ذکر کیا تو انھوں نے فرمایا کہ میں دمشق آیا تو دیکھا کہ لوگ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں بدگمان ہیں اس لیے میں نے کتاب "الخصائص" لکھی کہ شاید اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ انھیں ہدایت دے۔

(سیر اعلام النبلاء، ج: ۱۴، ص: ۱۲۹)

تصانیف:

امام نسائی نے کثرت مشاغل کے باوجود مختلف موضوعات پر متعدّد کتابیں تصنیف فرمائی ہیں جن کے اسما اس طرح ہیں: السنن الکبری ، المجتبی ، خصائص علی ، مسند علی ، مسند مالك ، مسند منصور ، فضائل الصحابه ، کتاب التمییز ، کتاب المدلسین ، کتاب الضعفاء ، کتاب الاخوة ، کتاب الجرح و التعدیل ، مشیخة النسائي، اسماء الرواة، مناسك حج .

ان کتابوں میں سب سے زیادہ جس کتاب کو شہرت ملی اور جس کی وجہ سے امام نسائی کا نام زندہ وجاوید ہوا وہ ان کی کتاب ”المجتبیٰ“ ہے جو ”السنن الکبری“ کی تلخیص ہے۔

اسی ”المجتبیٰ“ کو ”سنن صغریٰ“ بھی کہتے ہیں جو ہمارے درمیان ”سنن نسائی“ کے نام سے مشہور ہے اور صحاح ستہ کی ایک اہم کتاب ہے۔

انتقال پُرملال:

۱۳/ صفر المظفر ۳۰۳ھ/ ۲۸/ اگست ۹۱۵ء کو فلسطین میں آپ کا انتقال ہوا۔

☆☆☆

مجلس اصحاب قلم کولکاتا کی عظیم پیش کش
میاں بیوی کے حقوق پر مشتمل اہم کتاب

حقوق الزوجین

از
مفتی محمد حسان رضا تیغی مصباحی
ناشر
مجلس اصحاب قلم، کولکاتا

امام ابن ماجہ علیہ الرحمہ

از- مفتی قمر الدین قمر مصباحی، نائب پرنسپل جامعہ عبداللہ بن مسعود، کولکاتا
و ناظم نشر و اشاعت مجلس علماے اسلام مغربی بنگال

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نام و نسب:

نام محمد ہے، لقب حافظ ہے، کنیت ابو عبداللہ ہے، پورا نام اس طرح ہے: حافظ ابو عبداللہ بن یزید ربعی ابن ماجہ القزوینی۔ قزوینی شہر قزوین کی طرف نسبت ہے جو امام مذکور کا وطن ہے، یہ ایران کے صوبہ آذر بائیجان میں واقع ہے۔

ماجہ کی تحقیق:

"ماجہ" فارسی لفظ ہے۔ ماجہ کے مصداق میں مؤرخین کا بڑا اختلاف ہے۔ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمہ نے "بستان المحدثین" میں لکھا ہے کہ "ماجہ" آپ کی والدہ کا نام تھا۔ اور "عجالہ نافعہ" میں ہے کہ یہ آپ کے والد کا لقب ہے۔ بعض مؤرخین کہتے ہیں کہ یہ آپ کے دادا کا نام تھا۔ لیکن صحیح یہ ہے کہ یہ آپ کے والد کا لقب تھا، یہی اکثر علما اور قزوین کے مؤرخین کا مختار ہے۔ (از غلام رسول سعیدی، مقدمہ سنن ابن ماجہ)

ولادت اور حالات زندگی:

امام ابن ماجہ علیہ الرحمہ ۲۰۹ھ میں شہر قزوین میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے گھر پر حاصل کی پھر اعلیٰ تعلیم کے لیے شہر کے نامور اساتذہ کی شاگردی اختیار کی اور مزید اعلیٰ علوم کے لیے متعدّد شہروں اور ملکوں کا سفر فرمایا اور نامی گرامی اساتذۂ فن سے اکتساب فیض کیا جن کی وجہ سے مروجہ علوم میں پوری مہارت حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ فن حدیث میں بے

پناہ کمال حاصل کیا۔

فن حدیث میں ان کے ذوق و شوق اور اعلیٰ ذہانت و فطانت کا اندازہ درج ذیل شہروں اور ملکوں کے لیے کثرت اسفار سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے۔ علم حدیث کی تحصیل کے لیے بیرون ممالک کے اسفار کا حصر تو مشکل ہے تاہم ان میں سے خاص خاص شہروں کے نام پیش ہیں:

خراسان، عراق، حجاز، مصر، شام، کوفہ، بصرہ، بغداد، طہران، اصفہان، ہواز، ایلہ، بلخ، بیت المقدس، دمشق، فلسطین، عسقلان، مرو اور نیشاپور۔

اساتذہ:

امام ابن ماجہ علیہ الرحمۃ نے اپنے وقت کے انتہائی قابل اور نامور اساتذۂ کرام سے اکتساب فیض کیا ہے۔ ان اساتذۂ فن اور ان کی ناموری سے اہل علم بخوبی سمجھ سکتے ہیں کہ ان سے پڑھنے والے ابن ماجہ کا مقام کتنا بلند و بالا ہو گا۔ ان کے کچھ خاص خاص اساتذہ کرام کے نام اس طرح ہیں:

محمد بن عبداللہ بن نمیر، جبارہ بن مغلّس، ابراہیم بن المنذر الحزامی، عبداللہ بن معاویہ، ہشام بن عمار، محمد بن رمح، داؤود بن رشید، ابوبکر بن ابی شیبہ، نصر بن علی الجہمی، ابو مروان محمد بن عثمان، محمد بن یحییٰ نیشاپوری، احمد بن ثابت الجحدری، ابوبکر بن خلاد باہلی، محمد بن بشار، علی بن منذر، محمد بن عبدوبن آدم، عباس بن عبدالعظیم، احمد بن عبداللہ بن عامر بن زراہ، ابو خیثمہ زبیر بن حرب، عثمان بن ابی شیبہ، عبداللہ بن احمد بن بشیر بن ذکوان، اسماعیل بن بشیر بن منصور اور یحیی بن حکیم وغیرہم۔

تلامذہ:

فن حدیث میں کندن بننے کے بعد امام ابن ماجہ نے پوری زندگی حدیث کی تدریس میں گزاری، جس کی وجہ سے انھوں نے بڑے بڑے یکتائے روزگار شاگرد پیدا کیے۔ ان سے

علم حدیث حاصل کرنے والے علما اور محدثین کے درج ذیل ناموں سے ان کی خدمت حدیث کی بے بہا اور کامیاب زندگی کا اندازہ لگائیں:

احمد بن سعید بن عبداللہ الفلانی، ابراہیم بن دینار الجرشی الصمدانی، احمد بن ابراہیم القزوینی، ابوالطیب احمد بن روح الشعرانی، اسحاق بن محمد القزوینی، جعفر بن ادریس، حسین بن علی بن برانیاد، سلیمان بن یزید القزوینی، محمد بن عیسیٰ الصفار، حافظ ابوالحسن علی بن ابراہیم بن سلمۃ القزوینی، ابوعمرو احمد بن محمد، حکیم المدنی الاصبہانی، وغیرہم۔

تصانیف:

امام ابن ماجہ علیہ الرحمۃ سے تین کتابیں یادگار ہیں (۱) سنن ابن ماجہ، (۲) تفسیر ابن ماجہ (۳) التاریخ، جن میں صحابہ کرام سے لے کر مصنف علیہ الرحمۃ کے عہد تک کی تاریخ درج تھی، لیکن اخیر کی دو کتابیں اب مارکیٹ میں دستیاب نہیں ہیں۔

وفات:

امام ابن ماجہ علیہ الرحمۃ ایک لمبے زمانے تک افق حدیث پر جگمگانے کے بعد ۶۴/ سال کا عرصہ گذار کر ۲۲/ رمضان المبارک ۲۷۳ھ پیر کے دن روپوش ہوگئے۔

☆☆☆

اعلیٰ حضرت کے صد سالہ عرس کی مناسبت سے سو فتاویٰ پر مشتمل اہم کتاب
منتخب فتاوی رضویہ
فتاویٰ اعلیٰ حضرت
صفحات: 160 قیمت: 150
از— مفتی محمد رحمت علی تیغی مصباحی
ناشر: مجلس اصحاب قلم، کولکاتا

جامعہ عبداللہ بن مسعود - ایک تعارف

از- مفتی محمد حسّان رضا تیغی مصباحی
ڈائریکٹر جامعہ عبداللہ بن مسعود، [و] امام غوث اعظم مسجد ملحقہ جامعہ ہذا

دارالعلوم قادریہ ضیاے مصطفیٰ، نوری مسجد

سنہ ۱۹۹۵ء میں نوری مسجد، ۷/ابی تلجلہ روڈ، کولکاتا-۴۶ میں اولا مکتب کی شکل میں مفتی محمد رحمت علی تیغی مصباحی دام ظلہ العالی خطیب و امام نوری مسجد نے "مدرسہ قادریہ ضیاے مصطفیٰ" کے نام سے شروع کیا۔ پھر کچھ ہی دنوں میں حفظ و قراءت اور عالمیت کی تعلیم کا باضابطہ آغاز ہوا، اور یہاں ہر سال انوار رضا کانفرنس میں دستار بندی بھی ہوتی رہی۔ ۲۶/ جنوری ۲۰۰۵ء میں جامعہ عبداللہ بن مسعود جو ادارۂ ملت اسلامیہ کے نام سے مکتب کی شکل میں تھا، حضرت مفتی صاحب قبلہ کے حوالے کیا گیا۔

ادارہ سے جامعہ تک

حضرت مفتی صاحب قبلہ نے کم و بیش ۳۰/ طلبہ اور ۳/ اساتذہ کو دارالعلوم سے ادارہ میں منتقل کیا جہاں حفظ و قراءت کی مکمل تعلیم شروع ہوگئی۔ تعلیم اچھی ہونے کی وجہ سے طلبہ کی تعداد بہت بڑھ گئی اور مکتب کے لیے قائم پرانی عارضی عمارت تنگ پڑ گئی تو حضرت مفتی صاحب نے اسی سے متّصل دو کٹھہ زمین خریدی اور اس میں البیسٹر ڈال کر چار کمروں کی تعمیر کی۔ پھر دارالعلوم سے درس نظامی کو یہاں منتقل کر دیا۔ سنہ ۲۰۰۷ء میں اس ادارہ کا نام "جامعہ عبداللہ بن مسعود" رکھا گیا۔ طلبہ کی بڑھتی ہوئی تعداد کی وجہ سے وہ عمارت بھی تنگ ہوگئی تو مفتی صاحب قبلہ نے ۲۰۱۰ء میں مستقل پختہ عمارت کی بنیاد رکھ دی۔ سنگ بنیاد جانشین حضور حافظ ملت، عزیز ملت حضرت علامہ عبد الحفیظ صاحب قبلہ دام ظلہ سربراہ اعلی جامعہ اشرفیہ، مبارک پور کے ہاتھوں

رکھا گیا اور رفتہ رفتہ اس کی تعمیر کا کام ہونے لگا اور آج الحمد للہ بارہ کٹھہ زمین پر چار منزلہ پر شکوہ عمارت موجود ہے۔

شعبہ جات

۱-اعدادیہ تافضلیت، ۲-تخصص فی الفقہ (جامعہ اشرفیہ مبارکپور کے نصاب کے مطابق)، ۳- درجۂ اطفال و پرائمری، ۴- ناظرہ، ۵-حفظ (دارالعلوم)، ۶- قراءت، ۷-انگلش (پرائمری تا کلاس ۱۲)، ۸-انگلش اسپیکنگ کورس۔

جامعہ کی عمارت

بارہ کٹھہ یعنی 8640 اسکوائرفٹ کی زمین پر یو (U) شیپ میں جامعہ کی عمارت کھڑی ہے۔ عمارت کا کام سنہ ۲۰۱۱ء میں شروع ہوکر ۲۰۲۳ میں مکمل ہوا۔ فی الحال تزئین کا کام جاری ہے۔

بلڈنگ میں تین بڑے ہال اور ۳۴/ کمرے ہیں۔ ہر کمرہ کم و بیش ۴۰۰/ اسکوائرفٹ کا ہے۔ لوگوں کی سہولت کے پیش نظر ہر فلور میں کمرہ کا نمبر فلور نمبر کے ساتھ جوڑ کر رکھا گیا ہے۔ گراؤنڈ فلور میں ۱/ سے ۷/، فرسٹ فلور (کلاس کے لیے مختص ہے) میں ۱۰۱/ سے ۱۱۰/، سیکنڈ فلور (طلبہ کی رہائش کے لیے ہے) میں ۲۰۱/ سے ۲۱۰، جب کہ تھرڈ فلور (پلاسٹر و فینیشنگ باقی ہے) میں ۳۰۱/ سے ۳۰۹/ تک کمرے کا نمبر مختص ہے۔

صدر دروازہ سے داخل ہوتے ہی، دائیں جانب مغرب میں، عظیم الشان، عمدہ اور دیدہ زیب پہلا ہال "امام بخاری دارالحدیث" ہے، جس کا افتتاح امسال ۱۱/ مارچ ۲۰۲۳ء بروز سنیچر بعد نماز مغرب ہو رہا ہے اور ساتھ تقریب ختم بخاری بھی ہے۔ بائیں جانب مشرق میں دوسرا ہال "سرکار سُرکاہی کانفرنس ہال" ہے۔ درمیان میں حافظ ملت مہمان خانہ، دفتر تعلیمات اور آفس ہے۔

جامعہ کے تحت مساجد کی تعمیر

غریب نواز مسجد: جامعہ سے متّصل کچھوچھہ کی جانب پانچ کٹھہ زمین پر پانچ منزلہ مسجد کی عمارت کھڑی ہے جس کی زمین ۲۰۰۸ء میں جامعہ کے ٹرسٹ کے تحت لی گئی اور آج ۵/منزلہ عمارت پر مشتمل ہے جس کا انتظام وانصرام جامعہ کے زیراہتمام ہے۔

غوث اعظم مسجد: جامعہ سے مشرق کی جانب پانچ سو میٹر کے فاصلے پر ۲۰۱۸ء میں ۵/کٹھہ زمین خطیر رقم اداکر کے خریدی گئی۔ ۳/اپریل ۲۰۲۱ء سے پنج وقتہ نماز ادا کی جارہی ہے۔ امسال ۱۱/مارچ ۲۰۲۳ء بروز سنیچر بعد نماز ظہر سالانہ جلسہ انوار رضا کانفرنس کے موقع پر جدید تعمیر کا سنگ بنیاد ہے۔

تیغی مسجد: زمین کی خریداری کی مہم جاری ہے۔ قارئین اپنا خاص تعاون پیش کریں تاکہ جلد از جلد مسجد کی بنیاد پڑے اور نماز شروع ہو۔

جامعہ کے تحت چلنے والے شہر نشاط میں مکاتب و مدارس

(۱)غفاری ایجوکیشن سینٹر (۲) مدرسہ غوثیہ (۳)مدرسہ قادریہ

(۴)مدرسہ تیغیہ (۵)مدرسہ غوث اعظم (۶)مدرسہ حنفیہ غوثیہ

(۷)مدرسہ شرف العلوم غریب نواز، توپسیا۔

جامعہ کے تحت چلنے والے بیرون شہر ادارے

(۱)دارالعلوم قادریہ معتبریہ، بشرامپور، امام گنج ضلع گیا (بہار)

(۲) مدرسہ فیض الکریم، بوکھرا، سیتامڑھی (بہار)

(۳) دارالعلوم مدینۃ الاسلام، شاہی، ہنٹرگنج، ضلع چترا (جھارکھنڈ)

خانقاہ تیغیہ نمازیہ

عوام کے لیے بالخصوص جامعہ میں ہر ہفتہ جمعہ کے دن عشا بعد محفل ذکر کا اہتمام رہتا ہے جس میں مریدین و متوسلین کے ساتھ ساتھ باشندگان محلہ خصوصی طور پر شامل رہتے ہیں اور ذکر الٰہی سے اپنے قلوب کو منور کرتے ہیں۔ ☆☆☆

۸۶/۹۲ے

انوار رضا کانفرنس

وجشن دستار بندی (افتا، فضیلت، عالمیت، حفظ، اعزازی)

تفصیلات برائے پروگرام

پہلا دن

اجلاس عام ودستار حفظ

بتاریخ: ۱۷/ شعبان المعظم ۱۴۴۴ھ/۱۰/ مارچ ۲۰۲۳ء

بمقام: دارالعلوم قادریہ ضیاے مصطفیٰ، نوری مسجد، تلجلا روڈ، کولکاتا-۴۶

دوسرا دن

بتاریخ: ۱۸/ شعبان المعظم ۱۴۴۴ھ/۱۱/ مارچ ۲۰۲۳ء بروز سنیچر

بمقام: جامعہ عبداللہ بن مسعود، گلشن کالونی، کولکاتا-۱۰۰

جلسہ غوث اعظم

و سنگ بنیاد غوث اعظم مسجد

بوقت: ۱۰/ بجے صبح تا بعد نماز ظہر

افتتاح امام بخاری دارالحدیث

تقریب ختم بخاری شریف

بزبان اقدس: استاذ الاساتذہ صدر العلما حضرت علامہ محمد احمد مصباحی دام ظلہ العالی

ناظم تعلیمات جامعہ اشرفیہ، مبارکپور، ضلع اعظم گڑھ (یوپی)

بوقت: بعد نماز مغرب تا عشا

بعد نماز عشا اجلاس عام ودستار بندی

ورسم اجرا

(۱) معارف امام بخاری، (۲) مجموعۃ الفتاویٰ امشق افتا، (۳) شان اولیا قرآن وحدیث کی روشنی میں

The Salim-ul-Hind Social Welfare Trust

Premier Social Welfare Trust
& Premier Fashion Group

Premier Group

Textile & Manufacturing Globally

Founder and CEO:
Alhaj Mohammad Jamaluddin Rizvi

Green Shire Apartments
67, Dr. Suresh Sarkar Road,
Kolkata-700014

Published By

MAJLIS-E-AS'HAB-E-QALAM

Noori Masjid, 7/1B, Tiljala Road,
Kolkata-700046
Mobile: 7003992205, 9433295643